عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
انٹرنیشنل
جلد نمبر ۱۲ شمارہ نمبر ۸
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

عدالتِ عالیہ کا
قادیانیوں کے خلاف فیصلہ

جسٹس شفیع الرحمٰن کے اختلافی نوٹ

علامہ شاہ احمد نورانی کا جسٹس شفیع الرحمٰن کے بارے میں مطالبہ

مولانا زاہد الراشدی صاحب کی لندن سے مرسلہ تحریر

عباسی خلیفہ
مکتفی باللہ کی
عدل پروری

بابری مسجد
آخری آواز

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا
مکتوب گرامی
شاہ حبش کے نام

قادیانی گروہ گمراہ اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے
مفتی اعظم مصر کی تصریحات

بابری مسجد .... آخری آواز

جس وقت بابری مسجد کے گنبدوں پر کدالیں پڑ رہی تھیں، یکے بعد دیگرے اس کا ایک ایک گنبد شہید ہو کر گر رہا تھا، شہادت کے ان روح فرسا لمحات میں ٹوٹتے در و دیوار سے نکلنے والی صدا اپنے قاتلوں سے کیا کہہ رہی ہے؟ دل شکستہ شاعر نے مظلوم بابری مسجد کی یہی "آخری آواز" اس تصوراتی نظم میں قلمبند کرنے کی جرات کی ہے۔ اس المناک منظر کی تصویر کشی پر ایک غمزدہ سوگوار مومن کی شدت احساس معذرت خواہ ہے۔

؎ رکھیو غالب مری اس تلخ نوائی کو معاف

(ندا)

"کہیں مٹا ہے مٹانے سے خوں شہادت کا"
"یہ میرا قتل نہیں، قتل ہے عبادت کا"

خدائی قہر کی صورت ستاؤں گی تم کو
فنا کے بعد بھی صدیوں رلاؤں گی تم کو
"میں گھر تھی ایک خدا کا" بتاؤں گی تم کو
جبین دہر سے چن کر مٹاؤں گی تم کو

"خود اپنے خون کا بدلہ مجھے چکانا ہے"
"اسی مقام پہ اک روز جگمگانا ہے"

تمہارے ظلم کا انجام لے کے آؤں گی
جہان شرک میں کہرام لے کے آؤں گی
نئی حیات کا پیغام لے کے آؤں گی
میں خاک ہند پہ اسلام لے کے آؤں گی

"جنوں میں آج گراتے ہو برجیاں میری"
"کرو گے جمع تم اک روز کرچیاں میری"

یہ ظلم و جبر کی سوغات رنگ لائے گی
یہ خاک و خون کی برسات رنگ لائے گی
یہ قتل ہوتی مساوات رنگ لائے گی
سنو! یہ "تلخی حالات" رنگ لائے گی

"یہ میرا خون شہادت ہے، رنگ لائے گا"
"زمین ہند پہ "اسلام" لہلہائے گا"

سنو سنو مری، اے "حلقہ ستم ایجاد"
خدا کا ہے "وسعی فی خرابها" ارشاد

تمہارے ہاتھوں نے جس پل کیا مجھے برباد
یہاں پہ دین محمدؐ کی ڈال دی بنیاد

"ہر ایک مونس و دمساز ہونے والا ہے"
"یہاں پہ دین کا آغاز ہونے والا ہے"

بتاؤ دل میں تمہارے ہیں تلخیاں کتنی؟
مجھے گرا کے اجاڑو گے بستیاں کتنی؟
اڑائی تم نے ہیں آئین کی دھجیاں کتنی؟
لکھے گا وقت مرے خوں سے سرخیاں کتنی؟

"مٹاؤ شوق سے انسانیت کی فصلوں کو"
"میں دوں گی نور ہدایت تمہاری نسلوں کو"

فرزندان توحید سے

خوشی مناؤ نمازوں کو چھوڑنے والو
خدا کے حکم سر عام توڑنے والو
مرے وجود سے رخ اپنا موڑنے والو
وفا کے خون سے دامن نچوڑنے والو

"تمہاری "خوئے تغافل" پہ آج روتی ہوں"
"خوشی مناؤ کہ میں بھی "شہید" ہوتی ہوں"

نتیجہ فکر محمد ارشاد ندا خیالی نوگانوی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

مدیر مسئول عبدالرحمٰن باوا

جلد ۱۲ | ۹ تا ۱۵ صفر ۱۴۱۴ھ مطابق ۳۰ جولائی تا ۵ اگست ۱۹۹۳ء | شمارہ : ۸

اس شمارے میں

۱: اداریہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۳
۲: عدالتِ عالیہ کا قادیانیوں کے خلاف فیصلہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۵
۳: آنحضرتؐ کا مکتوبِ گرامی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۷
۴: اصحابی کالنجوم ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۹
۵: عباسی خلیفہ کی عدل پروری ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۱
۶: آپ کے مسائل ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۳
۷: عظمتِ مدینہ منورہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۴
۸: آسٹریلیا کے تین لاکھ مسلمان ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۷
۹: مفتی اعظم مصر کی تصریحات ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۹
۱۰: کس کے ایجنٹ، کس کے جاسوس ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۱
۱۱: شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۲

سرپرست
شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

نگران اعلیٰ
مولانا محمد یوسف لدھیانوی

معاون مدیر
مولانا منظور احمد الحسینی

سرکولیشن منیجر
محمد انور

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

رابطہ دفتر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

عدالت عالیہ کی طرف سے قادیانیوں پر ضرب خاتم

۱۹۷۴ء میں قادیانیوں نے ۲۹/ مئی کو ربوہ ریلوے اسٹیشن پر چناب ایکسپریس میں سفر کرنے والے نشتر میڈیکل کالج ملتان کے نہتے طلباء پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں پورے ملک میں ختم نبوت کی تحریک اٹھ کھڑی ہوئی۔ کہتے ہیں کہ گیدڑ کی جب موت آتی ہے تو وہ شہر کا رخ کرتا ہے۔ ۲۹/ مئی سے پہلے قادیانی دندناتے پھرتے تھے ان کی تبلیغ عام تھی وہ کھلے عام جلسے کرتے اور لٹریچر تقسیم کرتے تھے اگر کسی مسلمان نے انہیں روکا تو انتظامیہ قادیانیوں کا ساتھ دیتی تھی لیکن ۲۹/ مئی کے بعد ملک گیر تحریک چلی تمام مکاتب فکر ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوگئے۔ پرامن جلسے ہوئے' جلوس نکالے گئے۔ آخر ۷/ ستمبر ۱۹۷۴ء کو ۲۹/ مئی کو رونما ہونیوالے واقعہ کا یہ نتیجہ نکلا کہ قادیانی' مسلمانوں کی صف سے نکال کر چوہڑے' چماروں اور بھنگیوں کی صف میں کھڑے کردیئے گئے۔ یہ فیصلہ قومی اسمبلی کے ذریعے ہوا اور قادیانی پیشوا مرزا ناصر کو کھلی اجازت دی گئی کہ اس کے ترکش میں جتنے تیر ہیں (یعنی دلائل ہیں) وہ چھوڑے لیکن اس نے وہاں منہ کی کھائی۔ علماء کرام کے دندان شکن دلائل کی تاب نہ لاتے ہوئے چاروں شانے چت ہوگیا اور ان الباطل کان زھوقا کا منظر ممبران اسمبلی نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ تاہم جیسا کہ مشہور ہے کہ ڈھاک کے وہی تین پات' چوتھے کی آس نہیں۔ مرزا ناصر سمیت تمام مرزائی ضد' ہٹ دھرمی اور بے شرمی پر اتر آئے اور اشتعال انگیزی کرنے لگے۔ بہت سے مقامات پر قرآن پاک کی بے حرمتی کی گئی۔ کلمہ طیبہ پر غاصبانہ قبضہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ اپنے ارتداد زدہ ناپاک جسموں پر کلمہ طیبہ لگا کر سرعام گھومتے اور نہ صرف مسلمانوں کو اشتعال دلاتے بلکہ پیشاب کرتے وقت کلمہ طیبہ بھی نہیں اتارتے تھے۔ جس سے کلمہ طیبہ کی توہین ہوتی تھی۔ جو مسلمانوں کے لئے ناقابل برداشت تھی۔ حتیٰ کہ قادیانیوں نے بہت سے مسلمانوں کو شہید بھی کیا۔

۱۹۸۴ء کی تحریک چلی' جس کے بعد صدر ضیاء الحق مرحوم نے امتناع قادیانیت آرڈیننس نافذ کیا۔ اس آرڈیننس کے ذریعے انہیں اسلامی اصطلاحات وشعائر کے استعمال سے روک دیا گیا لیکن قادیانی پھر بھی اپنی ذلیل اور کمینہ حرکتوں سے باز نہیں آئے اور اشتعال انگیز حرکتوں میں مزید شدت پیدا کردی۔ دوسری طرف وہ عدالتوں میں بھی پہنچ گئے۔ صرف اس وجہ سے کہ شاید عدالتیں ہماری اشتعال انگیز حرکتوں کو جائز قرار دے دیں گی لیکن انہیں عدالتی محاذ پر بھی شدید پسپائی ہوئی اور ذلت اٹھانا پڑی۔

پچھلے دنوں قادیانیوں نے عدالت عالیہ میں پانچ اپیلیں دائر کیں اور امتناع قادیانیت آرڈیننس کو چیلنج کیا تھا۔ اس پر قادیانیوں نے اپنی تمام تر طاقت جھونک دی۔ جعل سازی پر مبنی ایک پمفلٹ شائع کرکے عدالت عالیہ اور مسلمانوں میں بدظنی وبدگمانی پیدا کرنے کی کوشش کی گئی۔ دوسری طرف جب عدالت عالیہ نے فیصلہ محفوظ کرلیا تو قادیانیوں کے بھگوڑے اور بزدل لیڈر مرزا طاہر نے اپنے لندن کے ارتداد گھر میں ایسے بیانات دیئے جو توہین عدالت کے زمرے میں بھی آتے تھے اور وہ اپنی نام نہاد خلافت اور ماموریت کی دھونس جما کر فیصلہ پر اثر انداز ہونا بھی چاہتا تھا لیکن۔

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

اس کی نام نہاد خلافت اور ماموریت کا گھروندہ چکنا چور ہوگیا۔ تمام پیشگوئیاں دھری کی دھری رہ گئیں اور اس نے اپنی پاکستان آمد کی جس طرح خوشخبری سنائی تھی وہ شیخ چلی کی کہانی ثابت ہوئی۔ اب اسے چاہئے کہ شرم کے مارے ڈوب مرے۔ اگر خود ڈوب کر مرنے میں جھجک محسوس کرتا ہو تو یہ خدمت ختم نبوت کے جیالے انجام دینے کے لئے تیار ہیں' ہمیں اس پر فخر ہوگا۔

مرزا طاہر کی لن ترانیوں' ہفوات وبکواسات پر ہم پچھلے اداریوں میں تفصیل سے روشنی ڈال چکے ہیں۔ اب یہ گزارش کرنا چاہتے ہیں کہ عدالت عالیہ کا فیصلہ قادیانیوں کے خلاف صادر ہوچکا ہے۔ قادیانیوں کو چاہئے کہ وہ امتناع قادیانیت آرڈیننس کی رو سے شریفانہ طریقے کے ساتھ شعائر اسلامی اور اسلامی اصطلاحات کا استعمال ترک کردیں۔ اپنے ارتداد خانوں کا (عبادت خانوں) کا رخ قادیان کی طرف پھیرلیں۔ مساجد کے ساتھ مشابہت ختم کردیں۔ مسلمانوں کے کلمہ طیبہ پر غاصبانہ قبضہ جمانے کا خیال دل سے نکال دیں بلکہ ہم تو صاف اور واضح لفظوں میں کہیں گے کہ اب ان کے لئے صحیح راستہ یہی ہے کہ۔

۱۔ مسلمان ہوجائیں اور مرزا قادیانی پر لعنت بھیج دیں۔

۲۔ یا اپنی اقلیتی حیثیت کو تسلیم کرلیں اور ملکی قانون و آئین اور عدالتی فیصلوں کو قبول کرتے ہوئے اشتعال انگیز حرکتیں بند کردیں۔

۳۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو پھر یہ ملک چھوڑ کر اپنی پیاری اماں ملکہ الزبتھ اور پیارے آقا (مرزائی' مرزا طاہر کو ایسا ہی لکھتے ہیں) مرزا طاہر کے پاس برطانیہ چلے جائیں۔

۴۔ مرزائی اگر ایسا نہیں کرتے اور اشتعال انگیزیوں سے باز نہیں آتے تو وہ کان کھول کر سن لیں کہ مرزائیت کے دن گنے جاچکے ہیں۔ اب ان کا صرف ایک ہی علاج رہ جاتا ہے اور وہ ہے۔ الجہاد والجہاد والجہاد۔

از قلم ابو عمار زاہد الراشدی
چیئرمین ورلڈ اسلامک فورم

عدالتِ عالیہ کا قادیانیوں کے خلاف فیصلہ

جسٹس شفیع الرحمٰن کے اختلافی نوٹ

علامہ شاہ احمد نورانی کا جسٹس شفیع الرحمٰن کے بارے میں مطالبہ

پاکستان کے ممتاز سیاسی و دینی راہنما اور اسلامی جمہوری محاذ کے صدر مولانا شاہ احمد نورانی نے ایک حالیہ بیان میں قادیانیوں پر بعض قانونی پابندیاں برقرار رکھنے کے بارے میں سپریم کورٹ کے فیصلہ پر تبصرہ کرتے ہوئے جناب جسٹس شفیع الرحمان کے اس اختلافی نوٹ کو آئین کی خلاف ورزی قرار دیا ہے جس میں جسٹس موصوف نے یہ ریمارکس دیئے ہیں کہ قادیانیوں پر صدارتی آرڈیننس کے نتیجہ میں جو پابندیاں عائد کی گئی ہیں وہ آئین میں دیئے گئے بنیادی حقوق کے منافی ہیں۔ مولانا نورانی نے اپنے بیان میں یہ مطالبہ بھی کیا ہے کہ اس معاملہ کو سپریم جوڈیشل کونسل میں اٹھایا جائے۔ مولانا شاہ احمد نورانی پاکستان کے ایک سربراہ اور سیاسی و مذہبی راہنما ہونے کے علاوہ اس دستور ساز اسمبلی کے ممبر بھی رہے ہیں جس نے موجودہ دستور مرتب کیا تھا اور آئین سازی کے مختلف مراحل میں ان کا کردار متحرک اور سنجیدہ پارلیمنٹرین کا رہا ہے۔ اس لئے وہ آئین کے مقاصد اور روح کو بہتر طور پر سمجھتے ہیں اور اسی پس منظر میں ان کا یہ بیان انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ بالخصوص ان حالات میں کہ ملک کی قومی اسمبلی کی قائم کردہ ایک خصوصی کمیٹی پورے آئین کا از سر نو جائزہ لے رہی ہے اور اس کے مبینہ تضادات اور خامیوں کو دور کرنے کے لئے سفارشات مرتب کرنے میں مصروف ہے۔ مولانا نورانی کا یہ بیان آئینی مباحث کے حوالے سے ایک اور پہلو کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔ اس لئے ضروری محسوس ہوتا ہے کہ اس پورے معاملہ کا از سر نو جائزہ لیا جائے۔

سپریم کورٹ کے حالیہ فیصلہ کا پس منظر یہ ہے کہ ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی پارلیمنٹ نے ایک دستوری ترمیم کے ذریعہ قادیانی گروہ کو امت مسلمہ سے الگ ایک جداگانہ مذہب کا پیروکار قرار دیتے ہوئے اس کا شمار غیر مسلموں میں کیا اور ۱۹۸۴ء میں صدر جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے ایک صدارتی آرڈیننس کے ذریعہ قادیانی گروہ کے افراد کو قانونی طور پر پابند کر دیا کہ چونکہ وہ آئین کی رو سے غیر مسلم ہیں اس لئے وہ اپنے تعارف اور پہچان کے لئے اسلام کا نام اور مسلمانوں کے مخصوص شعائر مثلاً "کلمہ طیبہ، مسجد، اذان وغیرہ کا استعمال نہ کریں۔ آرڈیننس میں ایسا کرنے کو قابل سزا جرم قرار دے دیا گیا مگر اس کے باوجود قادیانی حضرات اسلام کا نام اور مسلمانوں کے شعائر استعمال کرتے رہے۔ جس پر ملک کے مختلف حصوں میں ان کے خلاف مقدمات درج ہوئے۔ بہت سے قادیانی گرفتار ہوئے۔ ان میں سے بعض کو عدالتوں سے سزائیں بھی ہوئیں۔ اس پر قادیانیوں نے جہاں ملک سے باہر عالمی سطح پر یہ پروپیگنڈہ مہم منظم کی کہ ان کی مذہبی آزادی اور بنیادی حقوق کو پامال کیا جا رہا ہے۔ وہاں ملک کے اندر بھی وہ اعلیٰ عدالتوں میں گئے اور یہ موقف اختیار کیا کہ امتناع قادیانیت کا صدارتی آرڈیننس مجریہ ۱۹۸۴ء قرآن و سنت اور آئین پاکستان کے منافی ہے۔ اعلیٰ عدالتوں نے ان کا یہ موقف تسلیم نہ کیا اور ان کے خلاف فیصلے صادر کیے۔ قادیانی وکلاء ان فیصلوں کے خلاف اپیل لے کر سپریم کورٹ میں گئے۔ جہاں مسٹر جسٹس شفیع الرحمان، مسٹر جسٹس عبدالقدیر چودھری، مسٹر جسٹس محمد افضل لون، مسٹر جسٹس سلیم اختر اور مسٹر جسٹس ولی محمد پر مشتمل فل بینچ نے ان اپیلوں کی سماعت کی اور ۵/جولائی ۱۹۹۳ء کو یہ فیصلہ صادر کر دیا کہ صدارتی آرڈیننس آئین کے منافی نہیں ہے جبکہ مسٹر جسٹس شفیع الرحمان نے اختلافی نوٹ دیا ہے کہ آرڈیننس کے کچھ حصے ان کے بقول آئین میں دیئے گئے بنیادی حقوق کے متصادم ہیں اور مولانا شاہ احمد نورانی نے اسی اختلافی نوٹ کو ہدف تنقید بنایا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ ہماری اعلیٰ عدالتوں کے بعض جج صاحبان اور کچھ قانونی ماہرین بنیادی حقوق کے تصور کے بارے میں کنفیوژن کا شکار ہیں۔ ان کے ذہنوں میں بنیادی حقوق کا تصور وہ ہے جو مغربی نظام قانون بلکہ نظام سیاست نے میڈیا کے ذریعے ان کے سامنے پیش کر رکھا ہے اور امریکہ بہادر انسانی حقوق کی یہ راگنی کندھے سے لگائے اپنے سیاسی مخالفین پر تاک تاک کر نشانے لگا رہا ہے۔ بنیادی حقوق کی اس مغربی تصویر کو ہمارے بعض جج صاحبان پاکستان کے آئین میں فٹ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور تصویر اور فریم کے سائز بلکہ ساخت مختلف ہونے کے باعث ہی تصویر فٹ نہیں ہو رہی۔ اس سے قبل بھی ہماری عدالت عظمیٰ اس قسم کی صورت حال سے دوچار ہو چکی ہے جب پچوال کے ایک مقدمہ قتل کے حوالے سے سپریم کورٹ میں یہ بحث چلتی رہی کہ قاتل کو برسرعام سزا دینا اس کی عزت نفس کے منافی ہے اور عزت نفس ایک

جیسی ہے۔ جج صاحبان کے ذہنوں میں یہی تصور براجمان تھا اور جب ان سے کہا گیا کہ قرآن کریم مجرموں کو برسرعام لوگوں کے سامنے سزا دینے کا حکم دیتا تھا تو وہ کنفیوژن کا شکار ہوگئے۔ مسٹر جسٹس شفیع الرحمان کا اختلافی نوٹ بھی اسی نوعیت کے ذہنی کنفیوژن کی عکاسی کرتا ہے۔

یہ قصہ صرف اعلیٰ عدالتوں کے جج صاحبان تک محدود نہیں رہا بلکہ ہماری سیاسی قیادت کا ایک بڑا حصہ اسی ذہنی الجھن کا شکار ہے وہ ایک طرف انسانی حقوق' شہری آزادیوں اور ڈیموکریسی کے وہ تصورات ذہنوں میں سجائے بیٹھے ہیں جو مغرب نے تعلیم اور میڈیا کے ذریعے ان کے ذہنوں میں منتقل کئے ہیں اور دوسری طرف قرآن و سنت کی تعلیمات اور آئین کی اسلامی دفعات ان کا دامن پکڑے ہوئے ہیں اور انہیں کچھ سمجھ میں نہیں آرہا کہ وہ کیا کریں اور کدھر جائیں۔ ان کی اس حالت کی عکاسی اردو کے اس شعر میں بہتر طور پر کی گئی ہے جو اکبر الہ آبادی مرحوم کا ہے کہ۔

ایمان مجھے روکے ہے تو کھینچے ہے مجھے کفر
کعبہ میرے پیچھے ہے کلیسا مرے آگے

قومی اسمبلی میں آئین کے تضادات اور خامیوں کا تذکرہ اور اصلاحی سفارشات کے لئے کمیٹی کے قیام کا فیصلہ بھی اسی ذہنی کشمکش کا کرشمہ ہے اور جس قومی اسمبلی نے نام نہاد شریعت بل میں قرآن و سنت کی بالادستی سے سیاسی نظام اور حکومتی ڈھانچے کو مستثنیٰ قرار دینے کی دفعہ پاس کرلی تھی۔ اس سے کسی بھی فیصلہ کی توقع کی جاسکتی ہے۔ اس لئے حساس دل ابھی سے لرز رہے ہیں کہ کہیں آئین کے تضادات دور کرنے کے بہانے جمہوریت اور بنیادی حقوق کے مغربی تصورات کی کند چھری آئین کی اسلامی دفعات کی گردن پر نہ چلادی جائے۔

اس وقت صورتحال یہ ہے کہ "قرارداد مقاصد" آئین کا قابل عمل حصہ ہے۔ جس میں مملکت اور حکومت کو اس امر کا پابند بنایا گیا ہے کہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کے اندر حکمرانی کا اختیار استعمال کریں۔ پھر اسلام کو مملکت کا سرکاری مذہب قرار دے کر ملک کے تمام مروجہ قوانین کو قرآن و سنت کے مطابق ڈھالنے کی آئینی ضمانت دی گئی ہے۔ اس لئے جب آئین کی دوسری دفعات میں مذہبی آزادی اور بنیادی حقوق کا ذکر ہوگا تو ان کی بنیاد مغربی تصورات پر نہیں بلکہ قرآن و سنت کی تعلیمات پر ہوگی اور قرآن و سنت کی تعلیمات کا فیصلہ مغربی فلسفہ قانون اور روایات و اقدار کی بجائے امت مسلمہ کے چودہ سو سالہ تعامل پر ہوگا۔ یہی ایک بنیادی نکتہ ہے جو مغرب سے مرعوب ہمارے بہت سے سیاستدانوں اور جج صاحبان کی سمجھ میں نہیں آرہا ہے۔ اب جسٹس شفیع الرحمان صاحب کے اختلافی نوٹ کو ہی لے لیجئے۔ انہوں نے اس نوٹ میں یہ کہہ کر خود ہی اپنی اس ذہنی الجھن کا اظہار کردیا ہے اور روزنامہ جنگ لندن ۶/جولائی ۱۹۹۳ء کی رپورٹ کے مطابق۔

"مسٹر جسٹس شفیع الرحمان نے اپنے اختلافی فیصلے میں لکھا ہے کہ عدالت کو مقدمے کی سماعت کے دوران اس مشکل کا سامنا کرنا پڑا ہے کہ قادیانیوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ یہ امتناع قادیانیت کا آرڈیننس اسلامی تعلیمات کے منافی ہے لیکن قادیانیوں نے اس بات پر زور نہیں دیا کہ وہ اس آرڈیننس کو بنیادی حقوق سے متصادم ثابت کریں۔"

گویا جسٹس موصوف کے بقول قادیانیوں کے لئے صدارتی آرڈیننس کو اسلامی تعلیمات کے منافی ثابت کرنا ممکن نہیں تھا البتہ اس کے بجائے وہ اسے بنیادی حقوق کے متصادم ثابت کرنے پر زور دیتے تو جسٹس موصوف کو فیصلے میں مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ اس طرح خود انہوں نے یہ بات تسلیم کرلی ہے کہ اسلامی تعلیمات کے تقاضے بنیادی حقوق کے معروف تصور سے مختلف ہیں اور کسی فیصلے میں دونوں کو یکجا ملحوظ نہیں رکھا جاسکتا لیکن ہمیں یہاں بھی جسٹس موصوف کا ذہن کنفیوژن کا شکار نظر آتا ہے کیونکہ ان کے ذہن میں اس مرحلہ پر بھی بنیادی حقوق کا وہی تصور ہے جو مغرب کا پیش کردہ ہے اور جس کا اطلاق پاکستان میں مملکت اور دستور کی واضح نظریاتی بنیادوں کے باعث کلیتاً" ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ حکمرانی کا اختیار استعمال کرنے میں خدا تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کی پابندی دستوری طور پر قبول کرلینے کے بعد آئین کی رو سے بنیادی حقوق سمیت تمام معاملات کی وہی تشریح و تعبیر قابل قبول ہوگی جو اسلامی تعلیمات کے مطابق ہوگی۔ اس لئے ہمیں قومی سطح پر بنیادی حقوق کے حوالے سے اپنا ذہن واضح کرنا ہوگا اور اس امر کا پوری طرح ادراک کرنا ہوگا کہ بنیادی حقوق اور شہری آزادیوں کا مغربی تصور ایک الگ چیز ہے اور ان کا اسلامی دائرہ اس سے قطعی طور پر جداگانہ ہے۔ دونوں کے درمیان ایک واضح خط امتیاز ہے جسے کھلی آنکھوں سے دیکھنا ضروری ہے۔ یہاں اس امر کی تفصیل میں جانا ضروری نہیں ہے کہ بنیادی حقوق کے دونوں تصورات میں فرق کہاں کہاں ہے اور انسانی اجتماعیت کے مفاد کے نقطہ نظر سے ان میں بہتر اور مفید کون سا ہے۔ لیکن اس قدر گزارش شاید نامناسب نہ ہو کہ اسلامی اجتماعیت کے مثالی دور' خلافت راشدہ میں سیاسی' معاشی اور معاشرتی طور پر بنیادی حقوق اور شہری آزادیوں میں جو توازن اور ان کی عملی کارفرمائی نظر آتی ہے۔ آج کا مغربی معاشرہ ان حقوق کے عملی اطلاق اور اس کے فطری ثمرات و نتائج کے لحاظ سے خلافت راشدہ کا جواب پیش کرنے میں ناکام رہا ہے اور انسانی اجتماعیت کے فطری تقاضوں پر مغرب کے معاشرتی جبر کے خلاف خود اس معاشرہ کے دانشوروں کی چیخ و پکار اب واضح طور پر سنائی دینے لگی ہے۔ بوسنیا اور فلسطین کے حوالے سے بنیادی حقوق کے بارے میں مغرب کے دوہرے معیار کے خلاف سابق برطانوی وزیراعظم مسز تھیچر کی صدائے احتجاج اور مغرب میں خاندانی زندگی کی تباہی پر آنجہانی سوویت یونین کے آخری صدر مسٹر گورباچوف کا واویلا ابھی تازہ باتیں ہیں جبکہ معاشرتی بے سکونی' بدامنی اور قتل و غارت گری کے پس منظر میں مغربی دانشوروں کی گزشتہ پانچ سال کی چیخ و پکار کو جمع کیا جائے تو ایک کتابچہ مرتب ہوسکتا ہے مگر بدقسمتی کی بات ہے کہ مغرب اپنی معاشرتی اقدار و روایات کی نفی تیزیوں سے تنگ آکر پیچھے کی طرف مڑکر دیکھنے لگا ہے تو ہمارے بعض دانش ور' سیاست دان اور جج صاحبان ان اگلے ہوئے لقموں کی طرف للچائی ہوئی نظر سے دیکھ رہے ہیں۔

یہ ناداں گر گئے سجدے میں جب وقت قیام آیا

جہاں تک دستور پاکستان کا تعلق ہے اس کا رخ بالکل واضح ہے وہ حکمرانی کا اختیار استعمال کرنے میں خدا تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کی پابندی قبول کرتا ہے۔ اسلام کو مملکت کا سرکاری مذہب قرار دیتا ہے۔ تمام مروجہ قوانین کو قرآن و سنت کے مطابق ڈھالنے کی ضمانت دیتا ہے اور دستور پاکستان نے قوانین کی قرآن و سنت کے مطابق تعبیر و تشریح کے لئے وفاقی شرعی عدالت اور اسلامی نظریاتی کونسل کے نام سے دو آئینی ادارے قائم کر رکھے ہیں جو اپنے اپنے دائرہ میں مسلسل خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس لحاظ سے آئین میں کوئی ابہام ہے نہ تضاد البتہ آئین میں بعض ایسی دفعات بھی شامل ہیں جو مملکت اور دستور کے واضح نظریاتی دائرہ کار کے باوجود نو آبادیاتی دور کی یادگار قانونی' معاشی اور سیاسی نظام کو تحفظ فراہم کررہی ہے اور اس حوالہ سے آئین میں واقعتاً" تضاد موجود ہے۔ اس لئے اگر آئین کو تضادات سے پاک کرنا ہے تو اس کے لئے صحیح راستہ یہ ہے کہ۔

○ ہمارے سیاستدان' دانشور اور جج صاحبان اپنے ذہنوں سے بنیادی حقوق' شہری آزادیوں اور معاشرتی اقدار و روایات کے حوالہ سے مغربی تصورات کا بوجھ اتار دیں اور قرآن و سنت اور خلافت راشدہ کی بنیاد پر اسلامی تعلیمات کو کھلے ذہن کے ساتھ یکسو ہو کر قبول کریں۔

○ اور دستور پاکستان کی ایسی دفعات پر نظرثانی کی جائے جو انگریزی دور کی باقی ماندہ سیاسی' معاشی اور قانونی نظام کا تحفظ کررہی ہیں اور ملک کے اجتماعی نظام پر قرآن و سنت کی غیر مشروط بالادستی تسلیم کی جائے۔

اس کے بغیر ہم ان فکری اور معاشرتی تضادات سے نجات حاصل نہیں کرسکتے۔ جس نے پینتالیس سال سے ہمارے قومی سفر اور ترقی کا راستہ روک رکھا ہے۔

ان گزارشات کے ساتھ ہم مولانا شاہ احمد نورانی کی طرف سے جسٹس شفیع الرحمان کے مذکورہ بالا اختلافی نوٹ کا معاملہ سپریم جوڈیشل کونسل میں پیش کرنے کے مطالبہ کی حمایت کرتے ہیں۔ امید ہے کہ کونسل کے ذمہ دار حضرات اس اصولی اور منطقی مطالبہ کا سنجیدگی کے ساتھ جائزہ لیں گے۔

●●

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب گرامی شاہ حبش کے نام

محمد اقبال' حیدر آباد

حبش' عرب کے جنوب میں مشرقی افریقہ میں واقع ہے۔ حبش عربی نام ہے۔ یونانی میں اسے ایتھوپیا کہتے ہیں۔ دنیا کے موجودہ نقشے میں یہ اے بی سینیا کے نام سے موسوم ہے۔ حبش زبان میں بادشاہ کو نجوس کہتے ہیں۔ نجاشی اس نجوس کا معرب ہے۔ حبش کا رقبہ دو لاکھ ستانوے ہزار مربع میل ہے۔ آغاز اسلام میں مہاجرین صحابہؓ کا اولین قافلہ اسی ملک میں پناہ گزین ہوا تھا۔

بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں حبش کے تخت پر اصحمہ نامی بادشاہ متمکن تھا۔ اس کا خاندان چوتھی صدی عیسوی سے حبش پر حکمران تھا۔ یہ خاندان پہلے بت پرست تھا۔ رومی شہنشاہیت نے مصر کے ذریعے یہاں عیسائیت کی بنیاد ڈالی۔ اسکندریہ کے ایک بشپ نے یہاں اپنے مشن کا ایک مرکز قائم کیا۔ رفتہ رفتہ تمام ملک بت پرستی چھوڑ کر عیسائی ہو گیا۔

مہاجرین کے پہلے قافلے کے سالار حضرت عثمان ذی النورین تھے۔ عرصے تک ہجرت کا سلسلہ جاری رہا اور تقریباً" ایک سو مرد اور عورتیں حبش میں جمع ہو گئے۔ مہاجرین کے دوسرے قافلے میں حضرت علیؓ کے بڑے بھائی حضرت جعفر طیار بھی تھے جو اسلام میں داخل ہوئے تھے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرتبہ شاہ حبش کے نام ایک مکتوب گرامی ارسال فرمایا۔

"بسم اللہ الرحمان رحیم۔ خدائے رحمان و رحیم کے نام سے۔ محمد رسول اللہ کی جانب سے نجاشی شاہ حبش کے نام۔

میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو تمام کائنات کا حاکم ہے۔ پاک ہے امان دینے والا ہے اور سلامت رکھنے والا ہے۔

میں اقرار کرتا ہوں کہ عیسیٰ ابن مریم اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں۔ جن کو پاک اور برائی سے محفوظ مریمؑ بتول کی طرف ڈالا گیا اور عیسیٰ بطن مریم سے جلوہ افروز ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی روح اور دم سے اس طرح پیدا کیا جس طرح اس نے آدم کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا تھا۔ میں آپ کو اس خدائے واحد کی طرف دعوت دیتا ہوں جس کا کوئی شریک نہیں۔ اس پر ایمان لایئے۔ خدا کی فرمانبرداری میں میرا ساتھ دیجئے۔ میری پیروی اختیار کیجئے اور میری رسالت کو تسلیم کیجئے کیونکہ میں خدا کا پیغمبر ہوں! میں نے اللہ کا پیغام خلوص کے ساتھ آپ کو پہنچا دینے میں خیرخواہی کی ہے۔ میری ہمدردانہ نصیحت کو قبول کرنا آپ کا کام ہے۔ میں آپ کی رعایا کو بھی نیکی کی دعوت دیتا ہوں۔ میں اپنے چچا زاد بھائی جعفرؓ کو دوسرے مسلمانوں کے ساتھ بھیج رہا ہوں۔ جب یہ آپ کے پاس پہنچیں تو حکومت کے غرور و تکبر کو ترک کر کے ان کے ساتھ تواضع سے پیش آیئے۔

اس پر سلامتی ہو جس نے راہ راست کی پیروی کی۔

(تاریخ طبری ج ۳ص ۷۸۹)

محرم سات ہجری ۶۲۸ء میں جب ہادی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسایہ حکمرانوں کے نام نامہ ہائے مبارک روانہ فرمائے تو شاہ حبش کو پھر ایک مکتوب گرامی ارسال فرمایا۔

بارگاہ رسالت کے سفیر حضرت عمرو بن امیہ الضمری جب شاہ حبش کے دربار میں پہنچے تو مکتوب گرامی پیش کرتے ہوئے انہوں نے نجاشی کے سامنے ذیل کی اثر انگیز تقریر کی۔

شاہ ذی جاہ! میرے ذمہ حق کی تبلیغ ہے اور آپ کے ذمہ حق کی سماعت!

کچھ عرصے سے ہم پر آپ کی شفقت و محبت کا یہ حال ہے کہ گویا آپ اور ہم ایک ہی ہیں۔ آپ کی ذات پر اس قدر اطمینان ہے کہ ہم آپ کو کسی طرح اپنی جماعت سے علیحدہ نہیں سمجھتے۔

حضرت آدمؑ کی ولادت ہماری طرف سے آپ پر حجت قطعی ہے جس قدرت کے کرشمہ ساز ہاتھوں نے حضرت آدمؑ کو بغیر والدین کے پیدا کر دیا۔ اسی نے حضرت عیسیٰؑ کو بغیر باپ کے بطن مادر سے پیدا کیا ہے۔ ہمارے اور آپ کے درمیان انجیل سب سے بڑی شہادت ہے۔ اسی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں خیر و برکت کا ورود اور فضیلت و بزرگی کا حصول ہے۔ شاہ عالی جاہ! اگر آپ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع نہ کیا تو اس نبی امی کا انکار آپ کے لئے اس طرح وبال جان ہو گا جس طرح حضرت عیسیٰؑ کا انکار یہود کے حق میں وبال جان ثابت ہوا۔

میری طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے بعض دیگر اشخاص مختلف بادشاہوں کے پاس دعوت اسلام کے لئے قاصد بنا کر بھیجے گئے ہیں مگر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو امید آپ کی ذات سے وابستہ ہے دوسروں سے ایسی امید نہیں ہے۔ آپ سے اس بارے میں پورا اطمینان ہے کہ آپ اپنے اور خدا کے درمیان اپنی گزشتہ نیکی اور آئندہ کے اجر و ثواب کا خیال رکھیں گے۔

کچھ عرصہ پہلے حضرت جعفرؓ کی معجز بیانی سے نجاشی اسلامی کی دعوت سے واقف ہو چکا تھا۔ قاصد نبوت کی اس پر اثر تقریر نے اس کے سینے میں شمع ایمان روشن کر دی۔ سفیر رسالت سے مخاطب ہو کر بولا۔

"عمرو! بخدا میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے وہی برگزیدہ پیغمبر ہیں جن کی آمد کا ہم اور یہود انتظار کر رہے ہیں۔ بے شک جس طرح حضرت موسیٰؑ نے حضرت عیسیٰؑ کی بشارت دی تھی۔ ٹھیک اسی طرح حضرت عیسیٰؑ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت

دی ہے۔ دونوں میں سر مو فرق نہیں ہے۔ اس بارے میں میرے لئے خبر اور مشاہدہ دونوں برابر ہیں۔ مگر اہل حبش میں میرے حامی و مددگار بہت کم ہیں اس لئے تم مجھے اتنی مہلت دو کہ میں اپنی قوم میں کافی مددگار پیدا کرلوں اور اہل حبش کے اسلام قبول کرنے کے لئے زمین ہموار ہوجائے۔"

یہ کہہ کر نجاشی تخت شاہی سے نیچے اتر آیا۔ نامہ مبارک کو ہاتھ میں لے کر تعظیماً" آنکھوں سے لگایا اور ترجمان کو بلوا کر پڑھنے کا حکم دیا۔

فرمان رسالت میں لکھا تھا۔

بسم اللہ الرحمان رحیم۔ از جانب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

بنام نجاشی اصحم (یا اصحمہ) بادشاہ حبشہ۔

"سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی طلب و جستجو رکھتا ہے۔ واضح ہو کہ میں تمہارے سامنے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرتا ہوں جس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ بادشاہ (الملک) ہے ہر قسم کے نقص سے منزہ (القدوس) خود سلامت (السلام) امن دینے والا (المومن) اور نگہبان ہے۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ عیسیٰ بن مریم اللہ کی روح اور کلمہ ہیں۔ اللہ نے اسے پاکدامن کنواری مریم میں القا کیا۔ جس سے وہ حاملہ ہوئیں تو اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ کو اپنی روح اور نفخ سے پیدا کیا جس طرح آدم کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور میں تم کو اور تمہارے حبش کو اللہ عزوجل کی طرف بلاتا ہوں۔ میں نے اللہ کا حکم پہنچا دیا اور نصیحت کردی تم میری نصیحت قبول کرو اور سلام اس پر جو اللہ کی ہدایت کی پیروی کرتا ہے۔

اللہ

رسول

محمد

مہر

نجاشی فرمان رسالت کو سنتا جاتا تھا اور متاثر ہوتا جاتا تھا۔ جوں ہی مضمون ختم ہوا فرط شوق میں نامہ مبارک کو بوسا دے کر سر پر رکھ لیا۔ اس کی بہت تعظیم۔ پھر اسلام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی عقیدت کا اس قدر اظہار کیا کہ اس نامہ مبارک کا خوب چرچا ہوا اور اس سے تحریک اسلام کو حبشہ کے عوام سے روشناس کرانے میں بڑی مدد ملی۔

نجاشی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خطوط بھی بھیجے تھے جو محفوظ ہیں۔ وہ خط پیش کئے جاتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ بخدمت جناب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) من جانب اصحم ابن ابجر۔ اے اللہ کے نبی! میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حضور سلام اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکت کا ہدیہ پیش کرتا ہوں۔ اس اللہ کی طرف سے جو تنہا معبودیت کے لائق ہے اور جس نے مجھے اسلام قبول کرنے کی توفیق فرمائی۔ اے رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ جو آپ نے عیسیٰ کی ولادت کے متعلق تحریر فرمایا ہے تو خداوند ارض و سما کی قسم! حضرت عیسیٰ میں اس سے زیادہ کوئی اور بات نہیں اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جو قرآن نازل ہوا ہے تو اس کے منجانب اللہ ہونے پر مجھے یقین ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عم زاد بھائی اور ان کے رفقاء ہمارے ہاں تشریف لے آئے ہیں۔ ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بھائی کے ہاتھ پر آپ کی بیعت کرلی ہے اور خدائے رب العالمین کی وحدانیت کا اعتراف کرلیا ہے۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں اپنے بیٹے ارہا ابن اصحم بن ابجر کو بھیج رہا ہوں۔ لیکن اپنے نفس کے سوا دوسروں کی ذمہ داری لینے سے قاصر ہوں۔ اگر حکم ہو تو میں خود بھی حاضر ہونے کے لئے آمادہ ہوں۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لے آیا تو آپ کے حکم کی تعمیل کیا مشکل ہے۔ والسلام علیک یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ بخدمت جناب محمد نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) من جانب نجاشی اصحمہ السلام علیک یا رسول اللہ من اللہ و رحمت اللہ و برکات۔ بعد ازیں میں نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خاندان کی مسلمان بی بی سیدہ ام حبیبہ کا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے نکاح کردیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مندرجہ ذیل اشیا ہدیتاً" اریحا کے ہمراہ بھیج رہا ہوں۔

ایک قمیص ایک پاجامہ ایک ردا اور چرمی موزوں کی ایک جوڑی۔

(والسلام علیک و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔)

بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عمرو بن امیہ الضمری کو دوبارہ مکتوب گرامی لے کر حبش جانے کا حکم ہوا۔ اس مرتبہ سفارت کا مقصد یہ تھا کہ مہاجرین کو مدینہ واپس بلایا جائے۔ مکتوب گرامی میں اصحمہ نجاشی کے قبول اسلام پر اظہار مسرت کیا گیا تھا۔ فرمان رسالت میں تحریر تھا۔

بسم اللہ الرحمان الرحیم۔

آپ کے اوپر سلامتی ہو۔ آپ نے ہمارے ساتھ حسن سلوک برتا۔ ہمیں آپ کے اوپر پورا اعتماد ہے۔ ہم نے آپ سے جس چیز کی امید کی وہ پوری ہوئی اور جس بات کا خوف کیا اس سے مامون و محفوظ رہے۔ **وباللہ التوفیق۔**

اللہ

رسول

محمد

اس نامہ مبارک کی تحریر کا شرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حاصل تھا۔

نجاشی نے احتیاط کے ساتھ یہ دونوں فرمان ہاتھی دانت کے ایک ڈبے میں رکھ دیئے اور کہا جب تک یہ فرمان موجود ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اہل حبش مامون و محفوظ رہیں گے۔

حضرت عمروؓ جو پہلا نامہ مبارک لائے تھے۔ دوسری جنگ عظیم کے آغاز میں حبش کے دارالسلطنت ادیس ابابا کے ایک مسلم اخبار "برہان اسلام" نے یہ خبر شائع کی تھی کہ ہیل سلاسی شاہ حبش نے ایک خزانے سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ نامہ مبارک نکال کر مسلمانوں کے ایک وفد کو دکھلایا تھا۔ یہ نامہ مبارک جھلی پر لکھا ہوا ہے جو ساڑھے تیرہ انچ لمبی اور نو انچ چوڑی ہے۔ اس میں مہر کے علاوہ سولہ سطریں ہیں یہ بھورے رنگ کی سیاہی سے لکھا ہوا ہے۔

اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے جان کی بازی لگا کر جن راہوں کو اپنایا ان میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک خطوط کو خاص مقام حاصل ہے جو دنیا کے بڑے بڑے بادشاہوں اور عرب کے قبائل سرداروں اور گورنروں کے نام لکھے گئے۔

درود شریف کی فضیلت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ سے میرے لئے رحمت مانگتا ہے) اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت نازل کرتا ہے۔ (بخاری شریف)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

سو راہ ملتی ہے شب کو تاروں سے
اور ہدایت نبیؐ کے یاروں ؓ سے

اصحابی کالنجوم
فبایھم اقتدیتم اھتدیتم

از: مولینا محمد شاہد تھانوی

معیار حق

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ کے آخری تاج دار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق جاں نثار غلام خدام دربار نبوت آسمان ہدایت کے درخشندہ ستارے انبیاء کرامؑ کی مقدس جماعت کے بعد کائنات کے سب سے معزز و مکرم افضل و ارفع افراد جنہیں دنیا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نام سے یاد کرتی ہے۔

خدائے وحدہ لاشریک کے دربار اور قرآن مجید کی آیات میں ان غلاموں' عاشقوں' خادمین دربار نبوت کے مرتبہ اور مقام کا اندازہ درج ذیل آیات سے ہو جاتا ہے کہ کسی شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے۔

معیار ایمان

"پس اگر وہ لوگ (کفار) ایمان لے آئیں جیسا کہ تم لوگ (صحابہ کرامؓ) ایمان لائے ہو تو یہ سب (کافر) ہدایت پا جائیں گے۔"

(پ۱ رکوع ۱۶)

یہ آیت مبارکہ بالکل واضح ہے کہ معیار ایمان صرف صحابہ کرام ہیں۔ اگر ایمان کا سانچہ اور کسوٹی دیکھنا چاہتے ہو تو حضور اکرمؐ کے پروانوں کے ایمان کو سامنے رکھو۔ اگر اس سے ہٹے تو ایمانی راہ نصیب نہیں ہوگی بلکہ گمراہی مقدر ہوگی۔

"اور جب ان (کفار) سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لے آؤ جیسا کہ لوگ (صحابہ کرامؓ) ایمان لائے ہیں تو وہ (جواباً) کہتے ہیں کہ کیا ہم ایمان لے آئیں جیسا کہ بے وقوف (صحابہ کرامؓ) ایمان لائے ہیں۔ خبردار بے شک وہی لوگ (صحابہ کو بے وقوف سمجھنے والے) بے وقوف ہیں لیکن وہ لوگ جانتے نہیں۔"
(پ۱ رکوع ۲)

صحابہ کرامؓ کی اتباع کرنے والوں سے بھی رب راضی

"اور جن لوگوں نے اتباع کی ان (صحابہ کرام) کی اللہ ان سے راضی وہ سب اللہ سے راضی۔" (پ۱۱ رکوع ۲)

"اور سب سے پہلے (ایمان لانے والے) مہاجرین میں سے اور انصار میں سے اور جن حضرات نے ان کی اتباع کی (بعد والے صحابہ کرامؓ) اللہ ان سب سے راضی ہے وہ سب اللہ سے راضی ہیں۔" (پ۱۱ رکوع ۲)

نشان امتیاز

"تحقیق راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ ان تمام مسلمانوں سے جنہوں نے بیعت کی درخت کے نیچے۔"
(پ۲۶ رکوع ۱۰)

یہ آیت مبارکہ ان عاشقوں اور غلاموں کی شان میں ہے جنہوں نے صرف سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی افواہ پر جان دینے کی بیعت کی تھی۔ جب محض افواہ پر بیعت والوں کی بخشش سیدنا عثمان غنیؓ کے صدقہ میں ہو رہی ہے تو دیگر کی کیسے نہ ہوگی؟

صحابہ کرامؓ کا راستہ نبی اکرمؐ کا راستہ ہے

"فرما دیجئے یہ میرا راستہ ہے بلاتا ہوں اللہ کی طرف علی وجہ البصیرت میں اور جو میرے اتباع (صحابہؓ) کرنے والے ہیں۔"
(پ۱۳ رکوع ۶)

اس سے بالکل صاف معلوم ہو رہا ہے کہ حضور اکرمؐ اور صحابہ کرامؓ کا راستہ ایک ہی ہے اب بھی اگر کوئی صحابہ کرامؓ کو حضور اکرمؐ سے یا ان راہ ہدایت سے الگ سمجھے تو وہ اپنے ایمان کی خیر منائے۔

دعویٰ مع دلیل

"محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں (صحابہ کرامؓ)"
(پ۲۶ رکوع ۱۲)

اس آیت مقدس میں رب کریم نے دعویٰ فرمایا ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور اس کی دلیل ان کے ساتھی و رفقا ہیں۔ اس سے بھی صحابہ کرامؓ کی جلالت و عظمت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

ہدایت یافتہ جماعت

"اور لیکن رب کریم نے محبت ڈال دی تمہاری طرف ایمان کی اور راسخ کر دیا وہ (ایمان) تمہارے دلوں میں اور برائی ڈال دی تمہارے دلوں میں کفر و فسق گناہوں کی اور یہی لوگ (صحابہ کرامؓ) ہدایت یافتہ ہیں۔"

(پ۲۶ رکوع ۱۳)

تمام اقوام سے ممتاز صحابہ کرامؓ

"آپ نہیں پائیں گے ایسی قوم جو ایمان رکھتی ہو اللہ پر اور یوم آخرت پر کہ وہ دوست رکھتے ہوں ایسے لوگوں کو جو دشمن ہوں اللہ اور رسول کے اگرچہ وہ ان کے آباؤ اجداد یا اولاد یا بھائی یا اہل قبیلہ ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں ایمان راسخ ہو گیا ہے اور تائید کی ہے (رب کریم نے) ان کی جبرائیل امینؑ کے ذریعہ اور

سلام عام کرو

(۱) رسول اللہؐ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ جب تک تم ایمان نہ لاؤ گے بہشت میں نہ جاؤ گے۔ اور جب تک آپس میں محبت نہ کرو گے، ایمان میں کامل نہ ہو گے۔ اب میں تم کو بتاتا ہوں کہ کس چیز سے محبت پیدا ہوتی ہے دستور وہ یہ ہے کہ آپس میں سلام عام کیا کرو۔ (ابن ماجہ)

(۲) حضرت انورؐ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ تو ہر آدمی کو سلام کر خواہ اسے پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو۔ (بخاری شریف)

ان کو داخل کیا جائے گا ایسے باغات میں جہاں نہریں بہہ رہی ہوں گی وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی وہ سب اللہ سے راضی ہیں یہی اللہ کی جماعت ہیں۔"

(پ ۲۸ رکوع ۳)

اس آیت مبارکہ پر صحابہ کرامؓ نے ایسا عمل کر دکھایا کہ بیٹا مسلمان' والدین کافر۔ باپ مسلمان' اولاد کافر۔ صرف ایمان کی خاطر تمام رشتہ داریوں کو لات ماردی۔ قبیلہ' وطن' خاندان تک چھوڑ دیا۔ تمام ناز و نعم ترک کر دیئے لیکن نبی اکرمؐ کا دامن مبارک نہ چھوڑا۔ کیا دنیا میں کوئی قوم ایسی پائی جاتی ہے؟ اللہ نے بطور نمونہ امتیاز صحابہ کرامؓ کی مثال بیان فرمائی ہے۔

صحابہ کرامؓ کی عزت افزائی

"جس دن اللہ تعالیٰ نہیں رسوا فرمائیں گے نبی اکرمؐ کو اور جو ان کے ساتھی ہیں۔" (پ ۲۸ رکوع ۲۰)

یہ تو صرف چیدہ چیدہ مقامات ہیں ورنہ قرآن حکیم تو حضور اکرمؐ کے غلاموں کی تعریف سے بھرا ہوا ہے۔ کیا ان آیات ربانی اور شہادت حقانی کے بعد بھی صحابہ کرامؓ کی عظمت و منقبت میں کسی کو شک و شبہ کی گنجائش ہے؟ اگر ہے تو ایمان کی خیر منائے۔ رب کریم کے دربار میں صدق دل سے توبہ کرے اور آئندہ کے لئے عہد کرے کہ کسی قسم کے شک و شبہ کو دل میں نہیں لائے گا۔

پروفیسر مونٹے جو سوئٹزرلینڈ کی جینوا یونیورسٹی میں عبرانی' عربی اور تاریخ اسلام کے پروفیسر تھے انہوں نے اسلام اور تاریخ اسلام پر بہت سے مقالے اور متعدد کتابیں تصنیف کی ہیں جو فرانسیسی زبان میں ہیں۔ پروفیسر موصوف نہایت خوبی کے ساتھ بیان کرتے ہیں!

"اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس کا انداز فکر بنیادی اور حقیقی طور پر عقلی ہے اور ہم عقل کی اصطلاح کو لغوی اور تاریخی دونوں لحاظ سے اس کے وسیع ترین مفہوم میں استعمال کرتے ہیں۔ عقلیت کی اگر یہ تعریف کی جائے کہ وہ ایک ایسا نظام فکر ہے جس کے مذہبی عقائد کی بنیاد عقلی اصولوں پر ہے تو یہ تعریف اسلام پر بعینہٖ صادق آتی ہے..... قرآن ہمیشہ اسلام کا مبداء رہا ہے اس میں خدا کی وحدانیت کے عقیدے کو ایسے ایمان و ایقان کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ جس کی نظیر دائرہ اسلام سے باہر نہیں ملتی' غرض کہ اہل اسلام کو اپنے دین کے بنیادی عقائد کے ساتھ جو گرویدگی اور وابستگی ہے جس سادہ سے کلمہ میں اس کو بیان کیا گیا ہے اور اسلام کے مبلغوں کو اپنے مذہب کی حقانیت پر جو یقین محکم ہے یہ وہ اسباب ہیں جن سے اسلامی تبلیغ کی کامیابی کا راز کھلتا ہے۔ ایک مذہب جو ایسا کھرا اور باضابطہ ہو دینی مسائل کی تمام پیچیدگیوں سے پاک اور منزہ ہو اور جس کا سمجھنا ان وجوہات سے عوام کے لئے آسان ہو۔"

بدزبانی گالی گلوچ اور لعنت کرنیکی ممانعت ○

(۱) رسول اللہؐ فرماتے ہیں۔ سبابُ المسلم فسوق۔ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے۔ (بخاری شریف)

یاد رکھیں کبھی مسلمان کو گالی نہ دیں۔ عورتیں جب آپس میں لڑتی ہیں۔ تو ایک دوسری کو ایسی ایسی گندی اور فحش گالیاں دیتی ہیں کہ شیطان بھی پناہ مانگ اٹھتا ہے۔ اور مرد بھی آپس میں گالی گلوچ پر اتر آتے ہیں۔ یاد رہے کہ مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے۔ اور تہذیب اور اخلاق و شرافت سے بعید ہے۔

(۲) جو شخص کسی مسلمان کو بلاوجہ لعنت کرے۔ وہ اتنا گنہگار ہے جتنا کہ ایک مسلمان کو ناحق قتل کرنے والا۔ اور جو شخص کسی مسلمان کی تکفیر کرے وہ بھی اتنا ہی گنہگار ہے جتنا کہ ایک مسلمان کو قتل کرنے والا۔ (بخاری شریف)

قرآن اور حدیث میں جن افعال پر لعنت آئی ہے۔ ان افعال کے سوا ہرگز کسی پر لعنت نہ بھیجیں۔ کہ بڑا گناہ ہے۔ یعنی قتل کے برابر گناہ ہے۔ اسی طرح کسی کو بغیر دلیل آیت اور حدیث کے ہرگز کافر نہ کہیں کہ کسی کی تکفیر کرنی اس کے قتل کرنے کے مترادف ہے۔

(۳) ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوا پر لعنت کی۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہوا پر لعنت نہ کرو کہ وہ مامور ہے۔ اور جو شخص ایسی چیز پر لعنت کرتا ہے جو لعنت کے لائق نہیں، تو پھر لعنت کرنے والا خود ملعون ہو جاتا ہے۔ (ترمذی شریف)

اس حدیث میں مسلمان کی پہچان یہ بتائی گئی ہے کہ اس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان سلامت رہتے ہیں۔ یعنی مسلمان کسی مسلمان کو نہ زبان سے ایذا دیتا ہے نہ ہاتھ سے۔ غیبت۔ بہتان۔ گالی گلوچ، بدخواہی کی باتیں، جھوٹی گواہی۔ برا مشورہ وغیرہ زبان کی ایذا ہے۔ اور مار پیٹ۔ قتل۔ کم تولنا۔ کم ناپنا۔ کم ماپنا۔ کسی کے خلاف جھوٹی تحریر یا عبارت بنانا وغیرہ ہاتھ سے ایذا دینا ہے۔ غرض مسلمان بھائی کو نہ زبان سے کسی طرح کا دکھ پہنچائیں اور نہ ہاتھ سے۔ پھر آپ مسلمان ہیں۔

(۵) رحمت عالمؐ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے برا آدمی وہ ہے جس سے لوگ بوجہ اس کی بدکلامی کے ملنا چھوڑ دیں۔ (مسلم شریف)

(۶) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یہ حدیث قدسی ہے) لوگ دہر (زمانہ) کو برا کہتے ہیں۔ وانا الدھر۔ حالانکہ دہر یعنی زمانہ میں ہوں۔ بیدی اللیل والنھارُ۔ رات اور دن میرے ہاتھ میں ہیں۔ (بخاری شریف)

عموماً لوگ کہتے ہیں کہ کیا کریں، زمانہ ہی برا ہے۔ یاد رکھیں کہ ایسا کہنا جائز نہیں۔ اس سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔ کہنا چاہیئے کہ ہم برے ہیں۔ کیونکہ ہمارے اعمال برے ہیں۔ ہمیں اپنی اصلاح کرنی چاہئے۔ نہ کہ زمانہ کو برا کہیں۔ دراصل دھر (زمانہ) اللہ تعالیٰ ہے کیونکہ اس کے ہاتھ میں گردش لیل و نہار ہے۔ اور لیل و نہار کی گردش کا نام ہی زمانہ ہے۔ تو پھر اس شب و روز کا کیا قصور ہے؟

(۷) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ بعض دفعہ آدمی ایسی بات منہ سے نکال دیتا ہے جس کے سبب وہ دوزخ میں اتنی دور کی مسافت پر جا گرتا ہے جو مشرق و مغرب کے فاصلے سے زیادہ دور ہے۔ (مسلم شریف)

معلوم ہوا کہ بعض باتیں آدمی کو دوزخ میں لے جاتی ہیں۔ اس لئے پہلے ہزار بار سوچیں۔ پھر منہ سے بات نکالیں۔ مبادا وہ بات موجب جہنم ہو۔ یعنی وہ بات شرک کی۔ یا کفر کی۔ یا دین کے ساتھ استہزاء کی، غیبت یا بہتان وغیرہ کی نہ ہو۔ زبان پر کڑا پہرہ رکھیں۔ سوچ سمجھ کر اسے ہلائیں۔ کہ حدیث میں ہے "لوگوں کو ان کی زبانیں دوزخ میں گرا دیں گی"۔ وہ ایسی ہی بے لگام زبانیں ہوں گی۔

عباسی خلیفہ مکتفی باللہ کی عدل پروری

پروفیسر محمد اجتبا ندوی' صدر شعبہ عربی و فارسی الہ آباد یونیورسٹی

عباسی خلیفہ مکتفی باللہ کا دور حکومت ہے۔ خلافت کا جاہ و جلال' عظمت' و وقار ظاہری شکل و صورت میں برقرار ہے۔ بغداد سے دور بسنے والوں میں اس کا رعب و دبدبہ قائم ہے۔ لیکن بغداد کے ارباب حکومت اور اہل کاروں میں غفلت اور لاپرواہی پائی جاتی ہے۔ ان کی اس تساہلی اور فرض شناسی میں کوتاہی کی بناء پر بغداد کے عوام گوناگوں پریشانیوں کا شکار ہیں' نوبت یہاں تک پہنچتی ہے کہ لوگوں کی جان و مال کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے اور مسلسل چوری اور ڈاکہ زنی کے واقعات رونما ہونے لگتے ہیں' مقامی حکام اور پولیس کے ذمہ داروں کو اطلاع دی جاتی ہے۔ شکایت پہنچائی جاتی ہے مگر بے سود۔ عاجز آکر شہر کے اعیان' مساجد کے ائمہ' بازار کے بڑے تجار نے باہم مشورہ کرکے خلیفہ مکتفی باللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان حالات سے باخبر کرنے کا ارادہ کیا۔ تاجروں کے سربراہ ضیاء الدین اصفہانی نے ایک بڑے وفد کے ہمراہ امیرالمومنین مکتفی باللہ کے دربان سے خلیفہ کی خدمت میں باریابی کی اجازت چاہی۔

خلیفہ عباسی نے اجازت دے دی تو سربراہ وفد نے سلام اور شاہی احترام بجالانے کے بعد ان الفاظ میں مدعا پیش کیا۔

"امیرالمومنین کی رعایا اس کے انصاف کی طلب گار اور اس کے سائے امن و امان میں پناہ چاہتی ہے کیونکہ وہ اچانک حملوں کی بنا پر اپنے مال و جان کے خطرہ سے دوچار ہے اور اس سرا کے آخر سے چوروں اور بدبختوں کی دست درازیوں اور چیرہ دستیوں میں اضافہ ہو گیا ہے۔ انہوں نے دکانیں اور تجارتی اسٹور کھول کر سارا سامان لوٹ لیا ہے اور رہائشی مکانات پر بھی ڈاکے ڈالے ہیں یہاں تک کہ راہ گیر بھی ان کے ظلم و ستم سے محفوظ نہیں ہیں۔

جہاں پناہ! آپ ہی ہمارے حفظ و امان کا انتظام کر سکتے ہیں آپ ہی ہماری جان و مال کے نگہبان ہیں۔ ہم آپ سے خدا کا واسطہ دے کر گزارش کرتے ہیں کہ ہماری اس عرضداشت پر غور فرمائیں۔ سلامتی ہو اس ذات پر جو خیرخواہی کی بات سنے اور اس پر عمل پیرا ہو۔" ہمراہیوں نے پیچھے سے آمین کہا گویا ان سب نے اپنے سربراہ کی پرزور تائید کی ہے۔

امیرالمومنین مکتفی باللہ یہ المناک بیان سن کر تڑپ کر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ "میرے دارالحکومت میں حالات اس حد تک بدتر ہو چکے ہیں' میں اس وقت تک آرام کی نیند نہیں سو سکتا۔ ہوں جب تک ظالم راہزن کو سزا نہیں دی جاتی اور میری رعایا اطمینان و عافیت سے اپنے گھروں میں اور کاروبار میں آزادی حاصل نہیں کر لیتی۔"

اس نے آواز دی کہ کوتوال شہر کو حاضر کیا جائے۔ کوتوال سر جھکائے ہوئے ہانپتا کانپتا سامنے آکھڑا ہوا۔ امیرالمومنین نے اس کی غفلت اور لاپرواہی پر اسے ملامت کی۔ اس کے بعد سربراہ وفد ضیا الدین اصفہانی نے کہا کہ جانی و مالی نقصانات کی فہرست تیار کرکے پیش کر دیں اور وفد کو اطمینان دلایا کہ وہ خود اپنی نگرانی میں اس کی تحقیق کرکے مجرموں کو قرار واقعی سزا دیں گے۔

سربراہ وفد نے امیرالمومنین کی خدمت میں جب فہرست پیش کر دی تو اس نے کوتوال شہر اور پولیس کے افسروں کی ہنگامی میٹنگ بلائی اور ان کو سات روز کا موقع دے کر حکم دیا کہ مجرموں کو گرفتار کرکے حاضر کریں ورنہ ان کی تمام املاک و جائیداد ضبط کرکے اسے نقصان پہنچائے جانے والوں کو معاوضہ ادا کیا جائے گا۔

امیرالمومنین مکتفی باللہ اپنا یہ حکم سنانے کے بعد ایوان شاہی کے اپنے اس مخصوص گوشہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ کوتوال اور پولیس کے افسران خوف سے کانپتے ہوئے واپس ہوئے اور اسی وقت سے دارالحکومت بغداد کے گلی کوچوں اور دور دراز گوشوں میں اپنے آدمیوں کا جال بچھا دیا کوتوال نے بذات خود دن رات میں گشت لگا کر بھیس بدل کر مجرموں اور ڈاکوؤں کی تلاش شروع کی ایک روز بھیس بدل کر مختلف گلی کوچوں سے گزرتے ہوئے شہر بغداد کے کنارے ایک ایسی گلی میں داخل ہوئے یہ گلی آگے چل کر بند ہو گئی تھی۔ دوسری جانب کوئی اور راستہ نہیں تھا۔ گلی میں جو مکانات بھی تھے وہ انتہائی پرانے' بوسیدہ اور ٹوٹے پھوٹے اور کھنڈر سے تھے گندے اور بے قلعی تھے' گلی بھی تنگ تاریک اور کوڑا کرکٹ سے پر تھی۔ اندازہ ہوتا تھا کہ یا تو ان گھروں میں کوئی رہتا نہیں ہے اور اگر یہ آباد ہیں تو بے حد غریب اور خستہ حال لوگوں کا مسکن ہے۔ کوتوال گلی کے اندر داخل ہو گیا۔ اس نے کوڑا کرکٹ کو الٹ پلٹ کر دیکھا تو اس کی نظر پھیلی کے

ریا

محمود بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ خطرہ "شرک اصغر" کا ہے۔ بعض صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ شرک اصغر کا کیا مطلب ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ ریا (یعنی کوئی نیک کام لوگوں کے دکھاوے کے لئے کرنا) (مسند احمد)

اخلاص و للہیت (یعنی ہر نیک عمل اللہ تعالیٰ کی رضا و رحمت کی طلب میں کرنا) جس طرح ایمان و توحید ہمارے عمل کی جان ہے۔ اسی طرح ریا و سمعہ یعنی مخلوق کے دکھاوے اور دنیا میں شہرت اور ناموری کے لئے نیک عمل کرنا ایمان و توحید کے منافی اور ایک قسم کا شرک ہے۔

(معارف الحدیث)

کانٹوں پر پڑی جو تازے تھے اور وہ ایسی مچھلی کے کانٹے ہو سکتے تھے جو بے حد گراں اور قیمتی فروخت ہوتی ہے اس سے اس کی حیرت اور تجسس میں اضافہ ہوا کیونکہ اس گلی میں جو غریبوں کا مسکن ہو سکتی ہے اتنی قیمتی مچھلیوں کے کانٹے اور پس خوردے کیسے پائے جاتے ہیں۔ اچانک ایک ٹوٹے ہوئے مکان سے ایک شخص نمودار ہوا کوتوال نے اسے روک کر دریافت کیا کہ اس جیسے کانٹے کی مچھلی کی کیا قیمت ہو سکتی ہے؟ اس نے جواب دیا اس کی قیمت کم از کم ایک دینار ہو سکتی ہے کوتوال نے کہا کہ غریبوں کی بستی میں اتنی قیمتی مچھلی کا پایا جانا' مطلب یہ ہے کہ یہاں کوئی اور راز ہے۔ آدمی نے جواب دیا کہ اس میں کوئی بعید نہیں لگتا اور مزید کوئی بات کے بغیر وہ روانہ ہو گیا۔ کوتوال ایک گھر کی جانب مڑا اور دستک دی۔ ایک بوڑھی بدحال سی عورت نکلی۔ اسے غور سے دیکھا کوتوال نے پینے کا پانی مانگا تو پانی لے آئی اور ہلکے ہلکے پانی پینے لگا اور بوڑھی عورت سے گلی' مکانات اور مسجد اور وہاں کے رہنے والوں کے بارے میں مختلف سوالات کرنے لگا۔ کون لوگ رہتے ہیں' کیا کام کرتے ہیں اور باہم ملنا جلنا ہے یا نہیں ہے۔ خاص طور سے اس گھر میں کون لوگ رہتے ہیں جن کے دروازوں کے سامنے مچھلی کا پس خوردہ اور کانٹا پڑا ہے تو اس عورت نے بتایا کہ اس میں دس گورے چٹے آدمی رہتے ہیں لگتا ہے کہ تاجر ہیں۔ ایک ماہ سے اس گھر میں رہ رہے ہیں۔ صرف دن میں رہتے ہیں۔ کھاتے پیتے اور شطرنج وغیرہ کھیلتے رہتے ہیں اور رات میں وہ اپنے کسی اور گھر میں چلے جاتے ہیں ان کا ایک ملازم ہے ان کی خدمت کرتا ہے اور گھر کی نگہبانی کرتا ہے۔ رات میں پچھلے پہر وہ واپس آتے ہیں جب ہم سو رہے ہوتے ہیں۔ کوتوال نے جب یہ گفتگو سنی تو اسے کوئی شبہ نہیں رہ گیا کہ یہ انہی چوروں اور ڈاکوؤں کا مسکن ہے جو دارالحکومت بغداد میں مصیبت ڈھائے ہوئے ہیں اس نے فوراً ہی اپنے آدمیوں کو اشارہ دیا اور اس گلی اور تمام گھروں کا محاصرہ کر لیا گیا۔ اس کے بعد کوتوال نے اس مکان پر دستک دی۔ وہی ملازم نکلا۔ کوتوال انتہائی پھرتی کے ساتھ مکان کے اندر داخل ہو گیا اور دوسرے پولیس افسروں نے بھی اس کا ساتھ دیا۔ ان دسوں چوروں نے اچانک اپنے کو پولیس کی حراست میں پایا۔ فرار اور حیلہ بہانہ کے تمام راستے مسدود ہو چکے تھے۔ انہوں نے اپنے کو پولیس کے حوالے کر دیا اور اقرار کر لیا کہ شہر اور بازار کی تمام وارداتوں کے ذمہ دار وہی ہیں اور لوٹے ہوئے باقی ماندہ سامانوں کی نشاندہی کی۔ وہ سامان حاصل کر کے اور ان مجرموں کو گرفتار کر کے کوتوال اور پولیس افسر امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی تگ و دو اور تلاش و جستجو کے تمام واقعات سنائے۔ امیرالمومنین مکتفی باللہ نے ان مجرموں کے شرعی حکم کے مطابق ہاتھ پیر کٹوا کر دارالحکومت سے جلا وطنی کا حکم صادر کیا۔ اہل بغداد نے اطمینان کا سانس لیا۔ ●●

فضائلِ اخلاق کے گلہائے رنگا رنگ حسنِ اخلاق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:۔

(۱) تم میں سے میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن سب سے زیادہ میرے قریب بیٹھنے والے وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔ (ترمذی شریف)

(۲) میزانِ عمل میں خوش خلقی سے زیادہ بھاری اور کوئی چیز نہیں ہے۔ (ابوداؤد)

(۳) خوش خلقی کی برکت سے مومن رات کے عبادت گذار اور دن کے روزہ دار کا ثواب پاتا ہے۔ (ابوداؤد شریف)

(۴) خوش اخلاق کے برابر کوئی شرافت اور بزرگی نہیں ہے۔ (ابن ماجہ)

معلوم ہوا کہ حسب نسب کی شرافت سے اخلاقی شرافت کا وزن بہت زیادہ ہے۔

(۵) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ اے میرے اللہ! تو نے میری صورت اچھی بنائی ہے۔ میری سیرت کو بھی اچھا بنا دے۔ (مسند امام احمد)

(۶) حضرت عائشہ صدیقہ رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر خوش اخلاقی نظر آنے والی چیز ہوتی۔ تو خدا تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں سے کوئی چیز اس سے زیادہ خوبصورت نہ ہوتی اور اگر بد خلقی دکھائی دینے والی چیز ہوتی۔ تو اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں سے اس سے بڑھ کر بدصورت کوئی چیز نظر نہ آتی۔ (مسند امام اعظمؒ)

معلوم ہوا کہ بداخلاق آدمی کی سیرت اگر دکھائی دے تو اتنی گھناؤنی، کریہ المنظر اور غلیظ ہو کہ دیکھنے کو دل نہ چاہے۔ اس سے نفرت اور گھن آئے۔ ایسا شخص اگرچہ ظاہری طور پر بڑا صاف ستھرا اور قیمتی لباس زیب تن کئے ہو۔ لیکن اس کا باطن گندا، اور بدبودار ہے۔

(۷) حضرت نواس بن سمعان کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ نیکی کیا ہے اور بدی کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ۔ نیکی خوش خلقی کو کہتے ہیں۔ وَالْاِثْمُ مَا حَاکَ فِیْ صَدْرِکَ وَکَرِھْتَ اَنْ یَّطَّلِعَ عَلَیْہِ النَّاسُ۔ اور بدی وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے۔ اور تجھے تو لوگوں پر ظاہر کرنا ناپسند کرے۔ (صحیح مسلم)

(۸) حضرت ابوذر رضی کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تو جہاں کہیں بھی ہو۔ اللہ سے ڈرتے رہنا۔ اور بدی کے بعد نیکی کر۔ وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ۔ اور لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آنا۔ (ترمذی شریف)

(۹) معاذ بن جبلؓ کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قاضی یمن بنا کر بھیجا۔ تو انہیں رخصت کرتے وقت یہ فرمایا۔ اَحْسِنْ خُلُقَکَ لِلنَّاسِ۔ لوگوں کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آنا۔ (موطا امام مالکؒ)

(۱۰) حضرت ابوہریرہ رضی روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا میں تمہیں بتاؤں کہ تم میں سب سے اچھے کون لوگ ہیں؟ صحابہ رضی نے عرض کیا۔ ہاں حضورؐ فرمائیے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ خِیَارُکُمْ اَطْوَلُکُمْ اَعْمَارًا وَّاَحْسَنُکُمْ اَخْلَاقًا۔ تم میں سب سے اچھے وہ لوگ ہیں جو سب سے لمبی عمر پاتے ہیں اور سب سے زیادہ خوش خلق ہیں۔ (مسند امام احمدؒ)

سب سے زیادہ لمبی عمر والے کم عمر والوں کی نیکیوں میں بڑھے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان کی نمازیں، روزے، اور دوسری نیکیاں اور صدقات و خیرات کثرت سے ہوتے ہیں لمبی عمر والے بڑے خوش قسمت اور سب سے بہتر لوگ وہ ہیں جو ساتھ ہی خوش اخلاق بھی ہوں۔ اللہ لمبی عمر بھی دے حسن اخلاق کی دولت بھی بخشے۔

آپ کے مسائل

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

س:۔ کیا مسلمان لڑکی کا نکاح ہندو لڑکے سے ہو سکتا ہے میرے ایک جاننے والوں نے اپنی لڑکی ہندو کو دیدی ہے اور اس پر سب عزیز و اقارب راضی بھی ہیں؟

ج:۔ مسلمان لڑکی کا نکاح کسی غیر مسلم سے جائز نہیں اس کو تمام عمر زنا اور بدکاری کا گناہ ملے گا۔ اور اس کے جو رشتہ دار اس پر راضی ہیں وہ بھی اس گناہ کے وبال میں شریک ہوں گے۔

س:۔ میں نے اور ایک لڑکی نے باوضو ہو کر قرآن پر ہاتھ رکھ کر وعدہ کیا تھا کہ ہم شادی کریں گے مگر لڑکی کے والدین مانتے نہیں کیونکہ ان کے مقابلہ میں میں غریب ہوں کیا لڑکی اپنی مرضی سے میرے ساتھ نکاح کر سکتی ہے۔ یا ہم قسم کو توڑ دیں۔؟

ج:۔ والدین کی اجازت کے بغیر شادی نہیں ہو سکتی لڑکی کو چاہیے کہ قسم توڑ دے دوسری جگہ جہاں اس کے والدین شادی کریں وہاں کرے اور شادی کرنے کے بعد قسم توڑنے کا کفارہ ادا کر دے۔ آپ بھی قسم کا کفارہ ادا کر دیں اور لڑکی کا پیچھا چھوڑ دیں۔

س:۔ جس جگہ پر انسان نماز پڑھتا ہے وہاں پتھر کے بت اور مجسمے نصب ہوں تو کیا نماز ہو جاتی ہے۔؟

ج:۔ اگر یہ مجسمے سامنے نہ ہوں تو نماز جائز ہے۔

س:۔ جہاد میں مفتوحہ قوم کی عورتوں کو باندیاں بنایا جاتا تھا کیا ان سے پیدا شدہ اولاد ثابت النسب ہوتی تھی؟۔

ج:۔ شرعی باندیوں سے جو اولاد پیدا ہو ان کا نسب صحیح ہے۔

س:۔ آزاد عورت کی اولاد اور باندی کی اولاد حق وراثت میں دونوں مساوی ہیں یا کوئی فرق ہوتا ہے؟

ج:۔ وراثت پر تمام اولاد کا حصہ برابر ہو گا۔ خواہ آزاد عورت کے بطن سے ہو یا کنیز کے بطن سے۔

س:۔ ایک گمراہ شخص جو کتابی عورت کے بطن سے ہے کیا وہ اپنی ذات کے ساتھ صدیقی عثمانی ملک یا چوہدری وغیرہ لگا سکتا ہے یا نہیں۔

ج:۔ نسب باپ کی طرف سے چلتا ہے اس لیے باپ کا جو نسب ہو گا وہی بیٹے کا نسب ہو گا۔ باقی کوئی شخص سید کہلا کر کافر ہو تو اس کا سید ہونا اس کو قیامت کے دن کوئی نفع نہیں دے گا۔

س:۔ مرحوم کے ورثاء میں صرف ایک سگی بہن اور ایک چچازاد بھائی ہے ان میں حصہ میراث کس طرح ہو گا؟۔

ج:۔ آدھا بہن کا اور آدھا چچازاد بھائی کا۔

س:۔ دودھ پلانے والی عورت اگر دعوے کرے کہ میں نے فلاں بچی کو دودھ پلایا تھا اور اس پر گواہ بھی نہ ہوں تو شرعاً کیا کرنا چاہیے آیا اس سے رضاعت ثابت ہو جائے گی۔؟

(۲) اگر کوئی نیک شریف لڑکی پر تہمت لگائے اور گواہ موجود نہ ہوں تو کیا حکم ہے۔؟

(۳) لڑکا ماں کی پسندیدہ جگہ پر شادی نہیں کرنا چاہتا اور ماں کہتی ہے کہ میں دودھ نہیں بخشوں گی اب کیا کرنا چاہیے؟

ج:۔ اگر دودھ پلانے پر گواہ نہ ہوں تو صرف دودھ پلانے والی کے کہنے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔

(۲) تہمت لگانا گناہ کبیرہ ہے اس کی سزا اسی کوڑے ہے اگر اس کو یہ سزا مل جائے تو اس کی گواہی معتبر نہیں۔

(۳) ماں کے کہنے پر عمل کرنا چاہیے۔

س:۔ میرے خاوند نے چودہ سال سے ایک عیسائی عورت سے ناجائز تعلقات قائم کر رکھے ہیں اب سے کچھ ماہ قبل انہوں نے ایک مولوی صاحب کے ذریعہ عیسائی عورت کو مسلمان کیا اور نکاح کر لیا جب کہ اس عورت کے سات بچے ہیں اور اس کا شوہر زندہ سلامت موجود ہے کیا یہ نکاح صحیح ہوا ہے۔

ج:۔ عامداً و مصلیاً صورت مسئولہ کے مطابق طریق کار یہ تھا کہ اگر عورت مسلمان ہو جائے اور خاوند کفر پر باقی رہے خواہ کافر کتابی ہو یا غیر کتابی ہر حال میں اس خاوند پر اسلام پیش کیا جاتا ہے اگر وہ اسلام قبول کرے تو نکاح بدستور قائم ہے اس پر دوسرا نکاح جائز نہیں اور اگر وہ اسلام قبول نہ کرے یا سکوت کرے تو دونوں میں تفریق کر دی جائے گی اور عورت پر بالاتفاق عدت واجب ہو گی جب کہ سوال میں مسلمان ہونے والی عورت کے شوہر پر اسلام پیش کرنے یا اس کے طلاق دینے کا کوئی ذکر نہیں تو پھر دوسرا نکاح کس طرح صحیح ہو سکتا ہے لہذا دونوں فی الفور جدا ہو جائیں اور مذکورہ طریق کار کے مطابق نکاح کریں تو صحیح ہے ورنہ بدکاری کے گناہ میں مبتلا رہیں گے۔ جو ہو چکا ہے اس پر توبہ و استغفار کریں

س:۔ مال تجارت پر زکوٰۃ کب واجب ہوتی ہے؟۔

ج:۔ جی ہاں! جب سال پورا ہو جائے تو اس پر زکوٰۃ ہے

س:۔ اگر مال تجارت ہو تو اس کی زکوٰۃ کس طرح دی جائے

ج:۔ جو سامان قابل فروخت ہے زکوٰۃ کے دن اس کی جو قیمت ہو اس کا حساب لگا کر اور نقدی کو اس میں شامل کر کے زکوٰۃ ادا کی جائے۔

س:۔ میرا شوہر نامرد ہے ڈاکٹروں حکیموں سے بہت علاج کروایا مگر کچھ افاقہ نہ ہوا جنسی خواہش پورا کرنے پر قطعاً قادر نہیں ہے اور طلاق بھی نہیں دیتا کیسے چھٹکارا حاصل کیا جائے۔

ج:۔ دو چار شریف آدمیوں کو درمیان میں ڈال کر فیصلہ کر لیا جائے شوہر طلاق دیدے اور بیوی اس کے بدلے میں مہر چھوڑ دے۔ اگر شوہر شریفانہ طریقے سے طلاق دینے پر راضی نہ ہو تو عدالت سے رجوع کیا جائے۔ عدالت اس عورت کے حق میں فیصلہ دیدے گی۔

س:۔ نامرد کے طلاق دینے پر عدت گزاری جائے گی؟

کب سے کب تک عدت ہوگی۔

ج: اگر میاں بیوی میں خلوت ہوگئی ہو تو طلاق کے بعد عدت پوری کرنی لازم ہے اور عدت تین حیض ہے۔

س: کیا ایسا شخص گناہ گار نہیں جو نامرد ہونے کے باوجود نکاح کرتا ہے اور عورت کو پریشان کرتا ہے کیونکہ عورت بغیر شادی کے رہ سکتی ہے مگر نامرد کیا تھ نہیں رہ سکتی؟

ج: جو شخص بیوی کے حقوق ادا نہیں کر سکتا اس کے لیے بیوی کو روک رکھنا جائز نہیں اس کو چاہیے کہ طلاق دیکر اس کو فارغ کر دے اور عورت کو چاہیے کہ وہ مہر معاف کرنے کے بدلے طلاق لے۔

عظمتِ مدینہ منورہ

مرسلہ: قاری عنایت الرحمٰن رحمانی، خانوخیل

جو شہر مقدس و مطہر جمال ہم نشین سے سرفراز ہوا اور حبیب رب العالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خصوصی جلوہ گاہ ہوا اور آپؐ کی آرام گاہ ہوا اس کے فضائل و مناصب اور عظمت کا کیا شمار ہو سکتا ہے۔ حق تعالیٰ نے ساری مخلوقات میں سے ایک برگزیدہ ہستی کو اپنے خصوصی تجلیات اور انعامات کے لئے منتخب فرمایا اور ہر نوع کی سیادت و شرافت کرامت و عزت حرمت و عظمت اور فضیلت کو اس پر ختم کر دیا تو ان کی سکونت کے لئے بھی اس مقدس مقام کو منتخب فرمایا جو خداوند کے ہاں سب سے پیارا اور نرالا تھا۔ جو شہر رب العالمین کی بارگاہ اقدس میں پاکیزہ اور عمدہ شمار ہوا اس کی حسن و خوبی کا کیا کہنا خداوند نے اپنے حبیب کو اپنے محبوب شہر مکہ سے ہجرت کا حکم فرما کر مدینہ منورہ پہنچایا جب سرتاج الانبیاء کا یہاں قیام ہوا اس شہر کی عظمت کو چار چاند لگ گئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے ایسی بستی میں سکونت کا حکم دیا گیا جو دوسری بستیوں کو فنا اور کالعدم کر دے گی۔ لوگ اس کو یثرب کہتے ہیں حالانکہ وہ مدینہ ہے۔ خبیث لوگوں کو اس طرح باہر نکال دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

مدینہ منورہ کا پہلا نام یثرب تھا بعض نے مدینہ کے ایک ہزار نام لکھے ہیں۔ علامہ سمعودی نے وفاء الوفاء میں نوے ناموں کا تذکرہ کیا ہے اور ناموں کی یہ کثرت مسمی کی عظمت و بزرگی پر دلالت کرتی ہے۔ حق تعالیٰ نے مدینہ کا نام طابہ طیبہ رکھا یعنی پاکیزہ و عمدہ۔ ارشاد نبوی ہے۔

مدینہ ان کے لئے بہتر ہے کاش وہ واقف ہوتے جو کوئی مدینہ کے قیام کو اعراض اور بے رغبتی کی بناء پر چھوڑ دے گا اللہ تعالیٰ اس کا نعم البدل یہاں بھیج دے گا اور جو شخص مدینہ کی مشکلات اور مشقت پر ثابت قدم رہے گا میں قیامت میں اس کا سفارشی یا گواہ ہوں گا۔ (مسلم)

بخاری شریف میں ہے۔ ایمان مدینہ کی جانب اس طرح کھنچ آتا ہے جیسے سانپ اپنے سوراخ کی طرف کھنچ آتا ہے۔ یہ آخر زمانہ کا حال ہے جب ایمان ساری دنیا سے سمٹ کر مدینہ منورہ میں آجائے گا اور ساری بستیاں دولت ایمان سے خالی ہو جائیں گی۔ آپؐ کا ارشاد ہے کہ مدینہ منورہ کی گھاٹیوں پر فرشتے متعین ہیں تاکہ نہ اس میں طاعون داخل ہوں نہ دجال۔ مکہ و مدینہ کے علاوہ کوئی شہر بھی ایسا نہیں جس کو دجال نہ روندے۔ ارشادات نبوی سے معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ نے مدینہ منورہ کو ہر قسم کے وبائی امراض اور شیطانی اثرات سے اور ایمانی خطرات سے محفوظ فرما رکھا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب آپؐ سفر سے واپس تشریف لاتے اور مدینہ کی دیواروں پر نظر پڑتی تو فرط شوق اور محبت سے اپنی سواری کو تیز فرما دیتے۔ مدینہ منورہ کی آبادی کو دیکھ کر چہرہ انور پر سرور و فرحت کے آثار نمایاں نظر آتے۔ مدینہ منورہ سے آپؐ کو بہت ہی محبت تھی۔ اس لئے آپؐ نے کئی مرتبہ دعا فرمائی الٰہی ہمیں مدینہ منورہ ایسا محبوب فرما جس طرح ہمیں مکہ مکرمہ محبوب تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ اور اس کی آب و ہوا کو درست فرما اور اس کے مدوصاع میں خیر و برکت عطا فرما اور اس کے امراض جحفہ کی جانب منتقل فرما۔ (صحیحین) حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا مدینہ اسلام کا قبہ ہے اور ایمان کا گھر ہے۔ ہجرت کا مقام ہے اور حلال و حرام معلوم کرنے کا ٹھکانا ہے۔ آپؐ نے فرمایا مدینہ منورہ کی موت قتل فی سبیل اللہ جیسی نہیں بلکہ اس سے بھی افضل ہے۔ کوئی قطعہ زمین پر ایسا نہیں جہاں مجھے اپنی قبر پسند ہو سوائے مدینہ کے۔ شہر مدینہ منورہ تمام ظاہری اور باطنی خیر و برکت کو شامل ہے اس لئے وہاں کی پیداوار اور پھل میں بھی ہر نوع کی خیر و برکت موجود ہے اور تمام امراض روحانی اور جسمانی کے لئے پیام شفا اور تریاق ہے اور ہر نوع کی تقویت اور صحت کے لئے بہترین دوا و عمدہ غذا ہے چنانچہ آپؐ کا ارشاد ہے جو شخص علی الصباح عجوہ کھجور کے سات دانہ کھائے اس کو اس روز نہ زہر نقصان دے گا اور نہ سحر۔ ترغیب میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے مدینہ کے غبار میں ہر بیماری کی شفا ہے۔ اہل مدینہ کے لئے آپؐ نے فرمایا جو شخص تم کو ایذاء پہنچائے اللہ تعالیٰ اس کو ایذا دیتے ہیں۔ اس پر اللہ کی لعنت فرشتوں اور تمام مخلوقات کی لعنت۔ اس سے نہ فرض طاعت قبول ہوگی نہ نفل الٰہی جو شخص میرے اور میرے اہل شہر کے لئے برائی کا ارادہ کرے تو اس کو جلا کر ہلاک فرما اور جو ان پر ظلم و تعدی کرے اور ان کو خوف زدہ کرے تو اس کو خوف میں مبتلا کر (طبرانی) اہل مدینہ کی عظمت کیا ہے جب آپؐ نے ان پر برائی و ظلم کو اپنے ساتھ برائی اور ظلم سے تعبیر فرمایا۔ مدینہ منورہ کی سکونت میں بڑے فوائد ہیں خصوصاً" آپؐ کا ارشاد ہے کہ میں اپنی امت میں سب سے پہلے اہل مدینہ کی سفارش کروں گا پھر مکہ مکرمہ اور طائف کی اس لئے تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی مدینہ منورہ میں گزار دی اور آپ کی دیرینہ خواہش کے مطابق آپ کی وفات بھی وہاں ہوئی۔ آخری نعمت و سعادت شرافت اور کرامت یہ ہے کہ کوئی خوش نصیب اس سرزمین مقدس میں پیوند خاک اور دائمی وصال سے سرفراز ہو جائے اس لئے تو آپؐ نے مکہ مکرمہ میں دعا فرمائی ہماری موت مکہ میں واقع نہ فرما۔ یہاں تک کہ ہمیں یہاں سے نکال کر مدینہ پہنچا دے۔ حضرت عمرؓ نے بھی اس طرح کی دعا فرمائی الٰہی مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب فرما اور اپنے رسول کے شہر میں موت دے۔ باری تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کی اس تمنا کو پورا فرمایا دوران کو ہمیشہ کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا قرب عطا فرما دیا۔ مدینہ منورہ میں وفات پانے والوں کی ایک اہم منقبت اور فضیلت یہ بھی ہے کہ ان کا حشر و نشر سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوگا اور سرکار دو عالم خود ان کو پر دشوار گزار گھاٹی سے پار اتار دیں گے۔

باری تعالیٰ ہمیں اس بابرکت مقام میں سکونت و وفات عطا فرمائے آمین جب سید الانبیاء و المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ہمراہی و ہمرکابی نصیب ہوگی تو پھر اس مسافر آخرت کو کیا غم اور کس بات کی فکر ہے۔

چہ باک از موج بحر آں راکہ باشد چوں نوح کشتی بان

(تجلیات مدینہ)

طب و صحت

نیند

اللہ تعالیٰ کی قدرت کی ایک عظیم نشانی

ازؔ آفتاب عالم نوری جھنبادی

اشرف المخلوقات انسان اور جنوں کی پیدائش کا مقصد محض اللہ کی عبادت ہے۔

وما خلقت الجن والانس الالیعبدون (القرآن)

ترجمہ۔ میں نے انسانوں اور جنوں کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

جب کہ ان کے علاوہ پوری کائنات کی تخلیق کا مقصد ان دونوں کو آرام بہم پہنچانا ہے۔ دن طلوع اس لئے ہوتا ہے کہ انسان اپنی ضروریات پوری کر سکے۔ آفتاب کی تمازت و حرارت اس لئے ہے کہ گلوں کو نکھار اور پھلوں کو حلاوت و شیرینی عطا ہو۔ رات کی تاریکی اور موت کا سا سناٹا بھی اسی لئے ہے کہ دن کا تھکا ماندہ اپنی تھکن دور کرلے۔ گائے، بیل، بھینس، بکری اپنی ہوئے شیر سے انسان کو سیراب کرنے اور اس کی کھیتی آباد کرنے کے لئے پیدا ہوئے۔ ہوائیں بادلوں کو اس لئے لاتی ہیں کہ باران رحمت سے زمین کو تازہ زندگی اور قوت نمود حاصل ہو۔ زمین میں قوت کشش اس لئے رکھی گئی ہے کہ بے چارہ کمزور انسان اس پر ٹکا رہے۔

ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنہار والفلک..... الایۃ (القرآن)

ترجمہ۔ بے شک آسمانوں اور زمین کی خلقت اور رات اور دن کے آنے جانے اور ان کشتیوں میں جو لوگوں کو نفع پہنچانے والے سامان لے کر سمندر میں چلتی ہیں۔ اور اس پانی میں جو اللہ نے آسمان سے اتارا اور جس کے ذریعہ زمین کو اس کی موت کے بعد زندگی بخشی اور اس میں ہر قسم کے جاندار پھیلا دیئے اور ہواؤں کی گردش میں اور ان بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان ہیں۔ ان تمام چیزوں میں عقل مندوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کی اپنی مخلوقات پر بے شمار نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت اور اس کی ان گنت نشانیوں میں سے ایک عظیم نشانی نیند بھی ہے۔

نیند کی کیا حقیقت ہے؟ اس کے کیا اسباب ہیں؟ آج تک یہ کوئی نہیں جان سکا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسے اپنی ایک نشانی قرار دیا ہے۔

ومن آیاتہ منامکم باللیل والنہار وابتغاء کم من فضلہ

ترجمہ۔ اور اللہ کی نشانیوں میں تمہارا رات اور دن کو سونا اور تمہارا اس کے فضل کو تلاش کرنا ہے۔

انسان اگرچہ قدیم زمانہ سے اب تک رات کو بالعموم سوتا اور دن کو اپنی معاش کے لئے جدوجہد کرتا ہے۔

ھو الذی جعل اللیل لتسکنوا فیہ والنہار مبصرا

ترجمہ۔ وہ اللہ وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی کہ اس میں سکون حاصل کرو اور دن کو روشن بنایا یعنی رات کو اللہ نے اس غرض کے لئے تاریک بنا دیا کہ اس میں تم روشنی سے محفوظ ہو کر زیادہ آسانی کے ساتھ نیند کا سکون حاصل کر سکو اور دن کو اس مقصد سے روشن بنایا کہ اس میں تم زیادہ سہولت کے ساتھ اپنی معاش کے لئے کام کر سکو۔

لیکن یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے۔ بہت سے انسان خصوصاً اس زمانہ میں دن کو بھی سوتے اور رات کو بھی کام کرتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے پہلی آیت میں رات اور دن دونوں کا ذکر فرمایا کہ تم ان دونوں اوقات میں سوتے بھی ہو اور اپنی معاش کے لئے دوڑ دھوپ بھی کرتے ہو۔

کوئی بھی آدمی خواہ وہ کتنا ہی طاقتور، توانا اور جوان ہو مسلسل محنت نہیں کر سکتا۔ چند گھنٹوں کے بعد اسے تھکن محسوس ہوگی۔ اسے بغیر دور کئے وہ محنت جاری نہیں رکھ سکتا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کے ازالہ کے لئے نیند جیسی عظیم نعمت سے مخلوق کو نوازا۔ آدمی خواہ کتنا ہی تھکا ہوا ہو تھوڑی دیر سو لینے کے بعد پہلے ہی کی طرح وہ تر و تازہ نشیط اور متحرک ہو جاتا ہے۔

انسان کے پاس عیش و آرام کا ہر سامان ہو لیکن اگر اسے نیند نہ آئے تو اس کی زندگی وبال جان بن جائے اور اس کا عقلی توازن بگڑ جائے اسی لئے اللہ تبارک تعالیٰ نے ہوا اور پانی کی طرح نیند کو بھی سب کے لئے عام فرمادیا ہے۔ اس سے ہر طبقہ، ہر قوم، ہر ملک یکساں بہرہ ور ہو رہا ہے۔ یہ نہ تو عالی شان کوٹھیوں کی محتاج ہے اور نہ ہی پرشکوہ شاہی محلوں کی۔ اسے نہ تو ایئرکنڈیشن کی ضرورت ہے اور نہ ہی نرم و گداز گدوں کی۔ ایک مفلس کو بھی کھلے آسمان کے نیچے اسی طرح نیند آتی ہے جس طرح ایک شہنشاہ اپنے عیش کدے میں محو خواب ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات امراء و اہل ثروت، غریب اور مفلس کی سی نیند کی تمنا کرتے ہیں کہ کاش ہمیں بھی ایسی ہی سکون کی نیند میسر ہوتی۔

ایک ایسے آدمی کے لئے جو صحت مند ہو اور جس کے ہوش و حواس درست ہوں۔ کم از کم چھ گھنٹے سونا ضروری ہے۔ اس سے کم سونا طبی اعتبار سے مضر ہے۔ البتہ عمر، صحت اور نفسیاتی کیفیات کے تفاوت کے اعتبار سے اس سے زیادہ سونے کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔ لیکن عمر کے کسی بھی مرحلہ میں اس سے کم سونا نہیں چاہئے۔

بچے بڑوں کے مقابلے میں زیادہ سوتے ہیں۔ تین ماہ تک چوبیس گھنٹوں میں بیس گھنٹے۔ تین ماہ سے چھ ماہ تک سولہ سے اٹھارہ گھنٹے۔ چھ ماہ سے ایک سال تک چودہ سے پندرہ گھنٹے۔ ایک سال سے چار سال تک گیارہ سے بارہ گھنٹے۔ چھ سے دس سال تک دس سے گیارہ گھنٹے۔ بارہ سے سولہ سال تک نو گھنٹے اور اس کے بعد چھ یا سات یا آٹھ گھنٹے صحت مند اور صحیح الدماغ رہنے کے لئے سونا ضروری ہے۔

کم سونے کے بہت سے نقصانات ہیں۔ مثلاً اس سے حافظہ کمزور ہو جاتا ہے۔ سمجھنے کی صلاحیت کم ہو جاتی ہے۔ چنانچہ جو طلبہ رات کو کم سوتے ہیں وہ کلاس میں استاد کی بات کم سمجھتے ہیں اور اگر سمجھ بھی لیتے ہیں تو بہت جلد ذہن سے نکل جاتی ہے اور جو لوگ امتحانات کے زمانہ میں یا کسی اور وجہ سے رات کو سوتے ہی نہیں، پوری پوری رات جاگتے ہیں۔ دن میں بھی برائے نام آرام کرتے ہیں۔ ایسے

مفت مشورہ برائے خدمت خلق — دُبلا پن — قد بڑھایئے

ہمارے پاس شفا کی کوئی گارنٹی نہیں۔ شفا کی گارنٹی صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

مخصوص امراض — پچکے گال — گنجا پن

مفت مشورہ

فون دکان 680840 فون رہائش 680795

پتہ حکیم بشیر احمد بشیر رجسٹرڈ کلاس گورنمنٹ آف پاکستان محلہ غلام محمد آباد چاندنی چوک فیصل آباد پوسٹ کوڈ 38900

لوگوں کو کس وقت کیا ہو جائے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ بعض لوگ کم سے کم وقت سوتے اور زیادہ سے زیادہ اوقات میں کام کرتے ہیں حالانکہ بوجھل آنکھوں اور تھکے ہوئے جسم و دماغ سے جو کام دس گھنٹے میں انجام پائے گا۔ بیدار مغزی اور نشاط و چستی سے وہ کام اس سے کم وقت میں زیادہ بہتر طریقہ پر انجام دیا جا سکتا ہے۔

اللہ کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے نیند کو انسان کے اختیار میں نہیں رکھا۔ انسان نہ بھی سونا چاہے تو نیند اسے آدبوچتی ہے اور انسان کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ اگر ایسا نہ ہو تو یہ ظالم انسان حرص و طمع میں مسلسل محنت کرکے اپنے آپ کو ہلاک کرلے۔

یہ اسلام کا ہی طرہ امتیاز ہے کہ وہ آج بھی اسی طرح محفوظ ہے جس طرح وہ آج سے چودہ سو سال پہلے تھا۔ قرآن کا ایک ایک حرف اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر گوشہ ہدایت و رہنمائی کے لئے آج بھی ہمارے پاس موجود ہے اور تا قیامت رہے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کس طرح رہتے تھے۔ بچوں کے ساتھ کس طرح پیش آتے تھے۔ کھانا کس طرح تناول فرماتے تھے۔ رات کے اوقات آپ کے کس طرح گزرتے تھے۔ کس طرح سوتے تھے۔ سونے سے پہلے کیا کرتے تھے۔ ہر چیز تفصیل سے نہایت مستند و معتبر ذرائع سے کتابوں میں موجود ہیں۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب لیٹتے تو اپنی داہنی ہتھیلی کو دائیں رخسار کے نیچے رکھتے اور دعا فرماتے۔

"بار الہا! قیامت کے دن مجھے عذاب سے بچانا۔"

اسی لئے اس طرح یعنی دائیں کروٹ پر سونا مستحب ہے' اور اس میں طبی فوائد بھی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کا دل سینہ کے بائیں طرف ہوتا ہے لہٰذا دائیں کروٹ پر سونے سے وہ اوپر رہتا ہے اور گہری نیند نہیں آتی ہے۔ بلکہ آدمی چوکنا سوتا ہے اور بائیں کروٹ پر سونے سے خوب گہری نیند آتی ہے۔ اسی بناء پر بعض اطباء بائیں کروٹ پر سونے کو صحت کے لئے زیادہ مفید سمجھتے ہیں۔ لیکن ان لوگوں کی نظر اس طرف نہیں گئی کہ اس طرح سونے سے بدن کا پورا بوجھ دل پر پڑتا ہے اور جسم کا مواد اس پر اثر انداز ہوتا ہے اور طب سے واقفیت رکھنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ یہ بہت سی بیماریوں کا سبب ہے۔

نیند میں غور و فکر اور عبرت پذیری کے بے شمار پہلو ہیں۔ نیند کو موت سے بہت مشابہت ہے جس طرح مردہ بے خبر ہوتا ہے اسی طرح سونے والا بھی جب تک سوتا رہے دنیا و مافیہا سے بالکل بے خبر ہوتا ہے۔ اسی لئے احادیث نبویہ اور کلام مجید میں نیند کو مرنے اور جاگنے کو زندہ ہونے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ لہٰذا سونے والے کو چاہئے کہ سونے سے پہلے اسی طرح توبہ و استغفار اور اللہ کو یاد کرے جس طرح مرنے والا توبہ و استغفار اور آخرت کو یاد کرتا ہے۔

آدمی سوچے کہ بسا اوقات ایک مال دار اور دنیاوی اعتبار سے نہایت خوش حال آدمی نیند میں اپنے کو مصیبتوں میں گرفتار اور پریشان حال پاتا ہے اور ایک غریب اور مفلس اپنے کو نیند میں نہایت عیش و آرام میں پاتا ہے لیکن آنکھ کھلتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ جو دیکھا خواب تھا۔ یہی حال دنیاوی زندگی کا ہے کہ مرنے کے بعد معلوم ہوگا کہ زندگی ایک خواب تھی حقیقی زندگی اب شروع ہوئی ہے خواب کی پریشانیوں اور خوش حالیوں کا کیا اعتبار' مالدار اور خوش حال وہ شخص ہے جو آخرت میں عیش و آرام کا مستحق قرار پائے اور غریب اور مصیبت زدہ وہ ہے جسے آخرت میں عذاب و سزا کا مستحق قرار دیا جائے۔

سونے اور جاگنے کے اوقات کی مسنون دعائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان اوقات کے لئے متعدد دعائیں مروی ہیں۔ یہاں ایک' ایک دعا نقل کی جاتی ہے۔

سونے کی دعا

اللھم باسمک اموت و احیا

ترجمہ۔ اے اللہ! تیرے ہی نام پر مجھے مرنا اور تیرے ہی نام پر مجھے جینا ہے۔

سوکر اٹھنے کی دعا

الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا و الیہ النشور

ترجمہ۔ حمد و شکر اس اللہ کے لئے ہے جس نے موت طاری کرنے کے بعد ہمیں زندگی بخشی اور بالآخر ہمیں اسی کے پاس جانا ہے۔

نیک کاموں کی بنیاد رکھنے والا شخص

حضرت ابی جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص اسلام کا اچھا طریقہ نکالتا ہے اس کو اس کا ثواب اور جو اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کریں گے ان سب کا ثواب ملے گا اور عمل کرنے والوں کا ثواب بھی کم نہیں کیا جاتا ہے اور جو شخص اسلام میں کسی برے طریقے کی بنیاد ڈالتا ہے اس کی گردن پر اس کا گناہ اور ان تمام لوگوں کا گناہ ہوتا ہے جو اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کریں گے اور عمل کرنے والوں کے ذمہ جو گناہ ہے ان میں بھی کچھ کمی نہیں آتی۔

(ابن ماجہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
من بنی للہ مسجدا بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ
ترجمہ: جس نے اللہ کیلئے مسجد بنائی اس کے لئے اللہ جنت میں گھر بنائیگا
جنت میں گھر بنانے والے مخیر حضرات سے
اپیل
کی جاتی ہے کہ زیر تعمیر مسجد تحفظ ختم نبوت بھکر پاھگ ضلع اسلام آباد رقبہ ۱۹ مرلے ' کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2013/77 حبیب بینک بنی چوک راولپنڈی میں رقومات ارسال فرماکر ثواب دارین حاصل کریں۔
الداعی الی الخیر: حکیم قاری محمد یونس ایم۔ اے (پنجاب)
مہتمم مسجد تحفظ ختم نبوت سکنہ سرکلر روڈ راولپنڈی
رکن مجلس شوریٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

آسٹریلیا کے تین لاکھ مسلمان زوال سے عروج کی طرف

تلخیص و ترجمہ: محمد مصطفیٰ خان

۱۹۶۲ء میں آسٹریلیا کی طرف اسلامی ہجرت کا نیا دور شروع ہوا اور یہ ہجرت کا دوسرا مرحلہ ہے چنانچہ آسٹریلیا نے ان چند یورپین کو ہجرت کی اجازت دے دی جنہیں پہلی جنگ عظیم نے منتشر کر دیا تھا ان کے ساتھ یورپی مسلمان مہاجرین کی ایک محدود تعداد بھی آئی ان کی اکثریت جرمن اور یوگو سلاویہ کے کاشتکاروں کی تھی اس طرح روسی مسلمانوں کی ایک مختصر تعداد کو بھی اجازت دی گئی جو اشتراکی انقلاب سے اپنے دین و ایمان کو بچانے کی خاطر بھاگ نکلے تھے اس طرح جرمن' یونان' بلغاریہ اور بلقان کے مختلف شہروں سے ایک قابل لحاظ تعداد نے آسٹریلیا ہجرت کی۔ افسوس کہ دوسرے مرحلے میں آنے والے مسلمان پہلے مرحلہ میں آنے والے مسلمانوں کی طرح اسلامی ثقافت و تہذیب میں فائق نہیں تھے اسلام اور اس کی تعلیمات کے بارے میں ان کی معلومات محدود اور ان کی زندگیوں میں اسلامی ثقافت کے مظاہر نہ ہونے کے برابر تھے پھر بھی مسیحی یلغاران میں سے کسی کو بھی اسلام سے ہٹا نہ سکی جیسا کہ اس سے پہلے آسٹریلیا کے مسلمانوں کو کیا تھا اس لئے کہ وہ یورپ کے مغربی مسیحی معاشرہ میں اسلام پر قائم رہ چکے تھے گرچہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اسلام سے ان کا رشتہ برائے نام ہوتا جا رہا تھا وہ اسلامی شعائر کو حقیقی و مقاصد سے نا آشنا اور اس کی روحانی تعلیمات سے بے گانہ ہو کر اپناتے تھے۔

امید کی کرن

پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے دوران آسٹریلیا میں اسلامی زندگی مسلسل جہالت کی تاریکی میں بھٹکتی رہی اور اب دو قسم کے نتائج میں کسی ایک کا انتظار تھا مسیح جدید جو امت اسلامیہ میں حرارت پیدا کر دے اور اسے گہری نیند سے بیدار کر دے اس میں نئی زندگی کی نئی روح پھونک دے یا ابدی نیند جو اسے انحطاط کے بھیانک غار میں دھکیل دے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی بقاء کا فیصلہ کر لیا تھا چنانچہ آسٹریلیا میں تیسری اسلامی ہجرت کے ساتھ ایسی نئی شعاعیں داخل ہوئیں جنہوں نے مردہ زندگی میں ثقافت و روحانیت کی روح پھونک دی اور یہ موجودہ ہجرت ہے جس کا سلسلہ دوسری جنگ عظیم کے بعد سے اب تک جاری ہے اس تیسرے مرحلے میں آسٹریلیا آنے والے مسلمانوں نے اپنے کو ہجرت پر مجبور نہیں کیا تھا اور نہ ہی وہ اس نئے ملک میں جلا وطن ہو کر یا بھاگ کر آئے تھے بلکہ مختلف پروپگنڈوں کے ذریعہ انہیں آسٹریلیائی تعمیر نو کی خاطر سنسان براعظم میں ہجرت کی دعوت دی گئی تھی کیونکہ آسٹریلیا نے دوسری جنگ عظیم سے کچھ پہلے اور اس کے دوران یہ محسوس کیا کہ وہاں کے تھوڑے سے باشندوں کی خوشحالی' مالداری اور بلند معیاری کی خاطر ہمیشہ کے لئے ہجرت پر پابندی غیر معقول پالیسی ہے کیونکہ دوسری جنگ عظیم میں جاپان کی شکست سے پہلے ایشیا کی جو امیدیں اور مقاصد جاپان چین' و انڈونیشیا اور دوسرے مشرقی ممالک کے ساتھ وابستہ تھیں وہ آسٹریلیا سے وابستہ ہو جائیں گی دوسری جانب سیاسی علیحدگی سے ایک عالمی خطرہ کا بھی اسے اندیشہ تھا۔ خود آسٹریلیا کو بھی اس کے ذخیروں سے مکمل فائدہ نہیں پہنچ رہا تھا کیونکہ جنگ سے قبل اس کے باشندوں کی تعداد ۶۰ لاکھ سے زائد نہ تھی۔ جب کہ اس کے ذریعہ ۹ کروڑ افراد کی کفالت امریکہ کے معیار زندگی پر ہو سکتی تھی اور سمندر کی دوسری جانب ایشیا میں کروڑوں انسان بھوک اور بیماری سے تڑپ رہے تھے کثرت آبادی کی وجہ سے فطری وسائل کی کمی انہیں مصیبت کی چکی میں پیس رہی تھی ایسی صورت میں کسی بھی وقت آسٹریلیا کو انسانوں سے بھرنے کا خیال دنیا کو آ سکتا تھا۔ اس فکر نے آسٹریلیا کو انگریزوں اور مشرق وسطیٰ کے دیگر مختلف جنس کے باشندوں کو ہجرت کی اجازت دینے پر مجبور کر دیا چنانچہ اس نے ہجرت کی دعوت دی مہاجرین اور ان کی اولاد کے روشن مستقبل کی حفاظت کا وعدہ کیا یورپ اور مشرق وسطیٰ کے بے شمار باشندے مالدار اور آبادی سے محروم براعظم کی طرف چل دیئے تاکہ وہاں کی دولت کے ذخیروں سے فائدہ اٹھائیں اور دنیا کو دھوکہ دیں کہ یورپ اور مشرق وسطیٰ کثرت آبادی کے مسئلہ کا حل تلاش کرنے میں مدد دے رہے ہیں۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد انگریز ہر چہار جانب سے آسٹریلیا بھاری تعداد میں آنے لگے اور یہاں مختلف و متضاد قومیں آباد ہو گئیں آنے والوں سے اس کی گزشتہ زندگی' مذہب اور مقاصد کے متعلق کچھ بھی نہیں پوچھا جاتا صرف اس کے سیاسی افکار سے متعلق دریافت کیا جاتا اگر وہ کیمونسٹ ہوتا تو اجازت نہیں ملتی' ورنہ ہر آنے والے کے لئے آسٹریلیا کا دروازہ کھلا تھا اگرچہ وہ معاشرہ کا باغی' قاتل' جرائم پیشہ ہی کیوں نہ ہو' یہاں وہ لوگ بھی آئے جنہیں دوسری جنگ عظیم نے ملک و وطن سے محروم کر دیا تھا چنانچہ بالٹک' بلقان' پولنڈ' اعجر اور ایطالیہ کے بے شمار افراد ہجرت کر آئے اور بحر روم متوسط سے بھی ایک بڑی تعداد خوش گوار زندگی کی تلاش میں یہاں آباد ہو گئی۔

انقلاب کا آغاز

ہجرت کے اس طوفانی سیلاب میں بہت سے مسلمان ماہرین فن تجربہ کار اطباء' انجینئر اور مزدور آسٹریلیا آئے لبنان' قبرص' فلسطین' شام' جرمن' مصر یوگوسلاویہ' ترکی' پاکستان' ہندوستان' سری لنکا' انڈونیشیا' برما' ملائشیا' اور افغانستان ہر جگہ سے مسلمان تیسرے مرحلے میں آسٹریلیا آئے اور جن کا سلسلہ آج تک قائم ہے اس مرحلہ کے مہاجرین میں وہ نئی روح پائی جاتی تھی جس سے آج ہم آسٹریلیا کی اسلامی آبادی میں ایک حرارت محسوس کرتے ہیں۔ ہجرت اسلامی کا یہ تیسرا مرحلہ سب سے مستحکم اور امید افزا مرحلہ ہے اگر یہ کہا جائے تو شاید غلط نہ ہو گا کہ اس براعظم کی اسلامی تاریخ میں یہی نقطہ انقلاب ہے جس نے وہاں اسلام کو مٹنے سے بچا لیا اور تباہی اور بربادی و زوال سے ہٹا کر قوت و سطوت' ترقی و عروج کی راہ پر گامزن کر دیا ابتدائی مرحلہ کے باقی ماندہ مسلمانوں کو درپیش مذہبی تباہی سے نجات دلایا۔ نئے سرے سے ان کے اندر اسلامی زندگی کی روح پھونکی دوسرے مرحلے کے مہاجرین کے گرم خون اور اسلامی تہذیب و ثقافت کی آبیاری کی چنانچہ ان کی منجمند اسلامی زندگی میں انقلاب اور ان میں اسلام کی اہمیت کا شعور بیدار کر دیا حتیٰ کہ آسٹریلیا کی اسلامی تاریخ میں بیداری اور انقلاب کا زمانہ شروع ہو گیا مسلمان مہاجرین کی اس جماعت سے ان میں مذہبی جوش و جذبہ خود اعتمادی پیدا ہوئی نتیجتاً امت مسلمہ کے تاریک دور میں

پیدا ہونے والے تمام شکوک و شبہات جو دین کی صحیح سمجھ میں رکاوٹ بنے ہوئے تھے ان کا جواب بھی فراہم ہو گیا یہی لوگ آج آسٹریلیا کے مختلف صوبوں میں اسلامی آبادی کی قیادت کر رہے ہیں۔

مسلمان طلبہ کا کردار

آسٹریلیا میں اسلام پھیلنے کے دوسرے اسباب و محرکات میں ایشیائی مسلمان طلبہ سرفہرست ہیں جو یہاں کالجوں اور یونیورسٹیوں میں حصول تعلیم کی خاطر آتے ہیں یہ طلبہ ہندوستان' پاکستان' ملایو' افغانستان' انڈونیشیا' فلپائن' تھائی لینڈ' اور دوسرے ایشیائی ممالک سے تعلق رکھتے ہیں آسٹریلیا میں یہ طلبہ اسلامی زندگی کے لئے بنیادی نمونہ ہیں چنانچہ وہ اپنے آسٹریلیائی دوستوں اور دیگر باشندوں کے ساتھ مل کر زندگی گزارتے ہیں مذہبی تقریبات کا اہتمام کرتے ہیں جس میں اپنے آسٹریلیائی دوستوں اور دوسرے ملنے جلنے والوں کو بھی شریک کرتے ہیں مذہبی شعار اختیار کرتے ہیں اور براعظم آسٹریلیا میں مقیم مسلم آبادی کے ساتھ دینی' معاشرتی اور ثقافتی سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں۔ آسٹریلیا میں مسلمانوں کا ایک دوسرا گروہ بھی ہے جو براعظم کے آخری شمالی سرے پر ڈاروین کے قریب یا اس سے متصل جزیروں جیسے کہ جزیرہ کوکو لرزڈی' اور ناروو میں آباد ہیں ان کی اکثریت ملایو نسل سے ہے وہ موتیاں نکالنے کا کام کرتے ہیں اور عرصہ دراز سے مقیم ہیں عالم اسلامی اور ثقافت اسلامی سے ان کا تعلق ٹوٹ چکا ہے جس کی وجہ سے اس علاقہ کے بعض مسلمانوں کی زندگی اسلامی تعلیمات اور آسٹریلیا کے ابو ریجنز قبائیل کے باشندوں کے قدیم مذہبی اعتقادات و خیالات کا معجون مرکب بن گئی۔

آسٹریلیا ایک نظر میں

☆ اس وسیع ملک کی مکمل آبادی صرف ا کروڑ ۶۰ لاکھ ہے جن میں یہودیوں کی تعداد ۷۰ ہزار ہے اور مسلمانوں کے بارے میں ۳ لاکھ کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ تمام آبادی چھوٹے بڑے صوبوں میں پھیلی ہوئی ہے ہر صوبہ میں ایک اہم شہر پایا جاتا ہے جیسے کہ سڈنی' ملبورن' کانبیرا' (راجدھانی)' بیروت' ڈارون' اڈیلیڈ' برزبن' ٹاون' زفیل۔

☆ مجموعی آبادی کی ۸۰ فیصد تعداد برطانوی انگریزوں پر مشتمل ہے۔

☆ اس کا رقبہ شمالی امریکہ کے برابر خیال کیا جاتا ہے اور یہ پانی سے گھرا ایک جزیرہ ہے۔

☆ سرکاری زبان انگریزی ہے اس لئے کہ آسٹریلیا کے ۸۰ فیصد برطانوی انگریز ہیں لیکن چونکہ یہاں مختلف ممالک اور مختلف تہذیب و تمدن کے لوگ ہیں اس لئے دوسری زبانیں بھی یہاں بولی جاتی ہیں۔

☆ آسٹریلیائی ڈالر ملک میں رائج ہے جو ۸۰ امریکی سینٹ کے برابر ہوتا ہے۔

میانہ روی

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھی سیرت اور اطمینان و وقار سے اپنے کام انجام دینے کی عادت اور میانہ روی ایک حصہ ہے نبوت کے ۲۴ حصوں میں سے۔

(جامع ترمذی۔ معارف الحدیث)

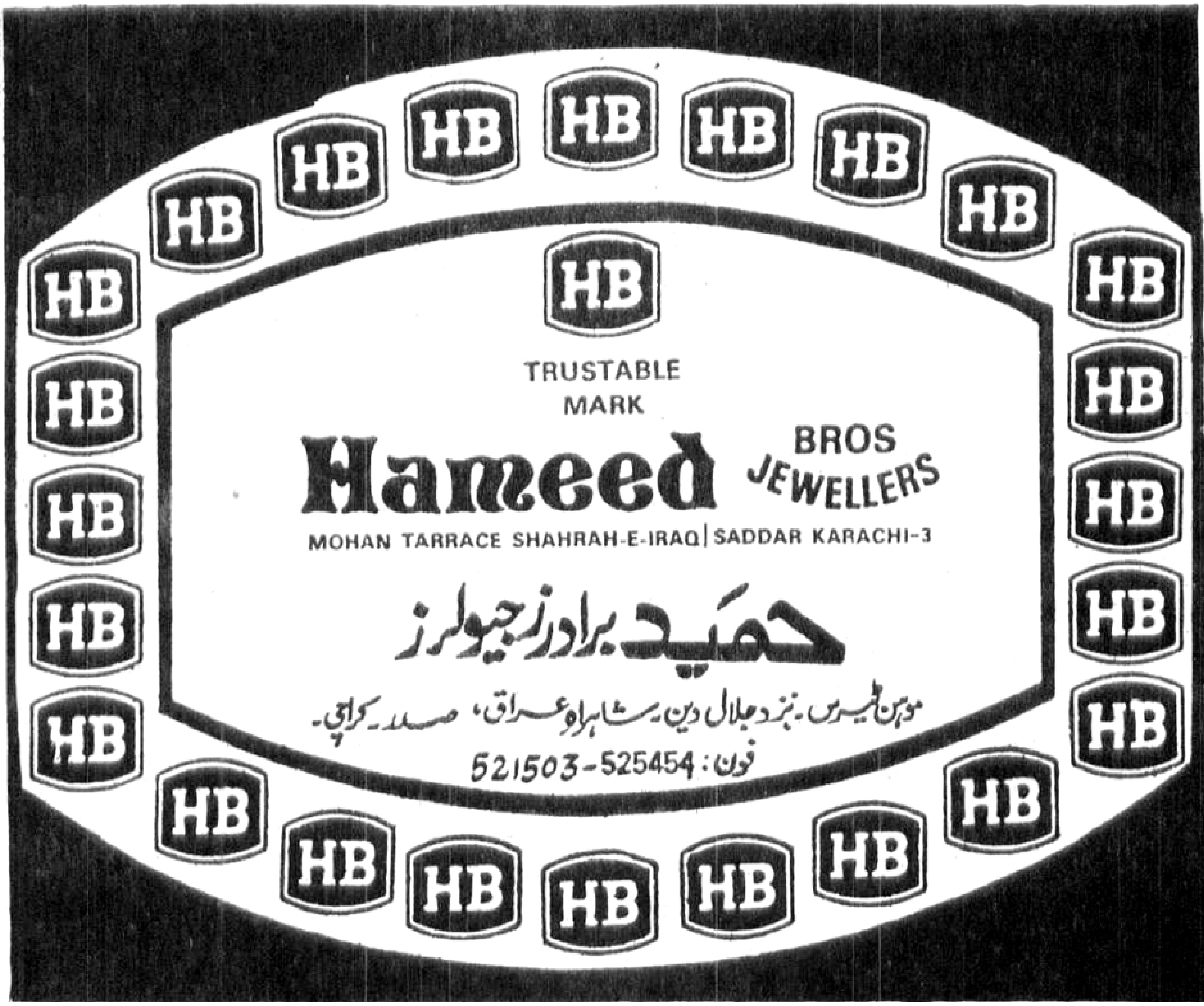

ردِّ قادیانیت

قادیانی گروہ گمراہ اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے
مفتی اعظم مصر کی تصریحات

از۔ الاستاذ حسنین مخلوف مصری   مرتب۔ منظور احمد الحسینی

الاستاذ حسنین محمد مخلوف ۶ مئی کو قاہرہ (مصر) میں پیدا ہوئے۔ آپ نے جامعہ الازہر میں قرآن مجید حفظ کیا اور مشہور قاری محمد علی خلف الحسینی سے قرات سیکھی۔ ۱۱ سال کی عمر میں انہوں نے ازھر کے ممتاز علماء سے متداول علوم کی تعلیم حاصل کرنا شروع کی۔ تکمیل کے بعد "اقتضاء شرعی" میں آپ نے داخلہ لے لیا اور ۲۲ سال کی عمر میں قضا کی سند "اعلیٰ درجہ" میں حاصل کی۔

فراغت کے بعد آپ نے جامعہ ازہر میں تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ جنوری ۱۹۱۹ء میں شرعی عدالت میں قاضی مقرر ہوئے اس کے بعد مختلف مناصب پر ترقی کرتے ہوئے ۱۹۴۱ء کے آخر میں اسکندریہ کے تعلیمی اداروں کے سربراہ بن گئے۔ پھر آپ کی خدمات وزارت عدل نے حاصل کرلیں اور آپ شرعی تفتیشی ٹیم کے سربراہ بنادیئے گئے۔ پھر آپ نے پی ایچ ڈی کے طلبہ کے نگران استاد کی حیثیت سے تین سال خدمات سرانجام دیں۔ اس کے بعد ۱۹۳۸ء کے آخر میں پورے مصر کی شرعی عدالت کے نائب سربراہ نیز جامعہ ازہر کے اساسی رکن قرار پائے۔

آپ ۳ ربیع الاول ۱۳۶۵ھ مطابق ۵ جنوری ۱۹۴۶ء کو مفتی اعظم مقرر کئے گئے اور ۷ مئی ۱۹۵۰ء تک اس منصب جلیل پر فائز رہے۔ اسی دوران آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ دوبارہ آپ کی خدمت میں یہ عہدہ مارچ ۱۹۵۲ء میں پیش کیا گیا جس پر آپ دسمبر ۱۹۵۴ء تک فائز رہے۔

آپ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ جن میں سے چند کے اسماء یہ ہیں۔ کلمات القرآن تفسیر و بیان۔ صفوۃ البیان المعانی القرآن۔ آداب تلاوت القرآن و سماعہ۔ شرح عدہ الحصن الحصین للامام ابن الجزری۔ الرفق بالحیوان فی الشریعتہ الاسلامیہ۔ شرح الحکم للامام عبداللہ بن علوی الحداد الحضرمی۔ رسالتہ التفسیر والمفسرون۔ رسالتہ الاخلاق الاسلامیہ۔ ان کے علاوہ آپ کی تصنیفات' شراح' تعلیقات' رسائل کی تعداد بہت ہے۔ آپ نے لوگوں کے سوالات کے جواب میں از تفسیر قرآن کریم کی متعلقہ آیات کریمہ کی تشریح کرتے ہوئے قادیانیت کے بارے میں متعدد فتوے بھی جاری کئے۔

ختم نبوت کے عقیدہ کے خلاف عقیدہ رکھنا کفر ہے

سابق مفتی اعظم مصر حسنین محمد مخلوفؒ نے قادیانیوں کے خلاف کئی فتاویٰ جاری کئے۔ اپنے ایک فتویٰ جس کا عنوان ہے۔

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور خاتم المرسلین ہیں۔"

کے تحت چند قرآنی آیات اور احادیث پیش کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

"پس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول اور نبی ہیں۔ قرآن مجید اور حدیث کی رو سے خاتم المرسلین اور خاتم النبیین ہیں۔ جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہے کہ جس کو اللہ نے نبی بنایا ہے جیسے قادیانی' بہائی اور ان کے مثل تو اس نے صریح طور پر قرآن کا انکار کیا اور وہ دائرہ اسلام سے نکل گیا۔ ختم نبوت کے بارے میں تمام مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں اور ہر مسلمان اس عقیدہ کو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں (بخوبی) جانتا ہے اور یہ قرآن کریم کی نص (سے ثابت) ہے۔ ختم نبوت کے خلاف عقیدہ رکھنا کفر' زندقہ' الحاد اور کھلی گمراہی ہے۔"

(فتاویٰ شرعیہ و بحوث اسلامیہ۔ ج ۱ص ۳۷)

قادیانی لاہوری گروپ بھی اسلام سے خارج ہے

دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

"قادیانیوں کا گروہ اسلام سے بالکل الگ تھلگ ہے جس کا بانی مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ وہ ۱۸۳۹ء میں انڈیا کے ایک گاؤں قادیان میں پیدا ہوا۔ اس شخص نے بہت سے دعوے کئے ہیں کہ وہ مسیح ہے اور نبی ہے بلکہ تمام انبیاء سے بڑھ کر ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی وحی اس پر نازل ہوتی ہے اور اس سے بہت سے الہامات اور مکاشفات گزر رکھے ہیں۔ اس گروہ کی ایک شاخ لاہوری نام سے موسوم ہے جس کا لیڈر محمد علی لاہوری ہے یہ شاخ مرزا قادیانی کو مسیح یقین کرتی ہے اور اس کے دعویٰ نبوت کے قول میں باطل تاویلات کا سہارا لیتی ہے۔ اس کی تفسیر باطل تاویلات اور تحریفات سے بھری ہوئی ہے۔ اس ترجمے کی بنیاد الحاد اور تحریف پر ہے (تمام مسلمانوں کو) اس تفسیر (کے پڑھنے) سے مکمل طور پر بچنا چاہئے۔ اس ٹولے کے کفر کے بارے میں ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ یہ ٹولہ اپنی گردن سے اسلام کا قلادہ نکال چکا ہے۔"

(فتاویٰ شرعیہ ج ۱ص ۷۵ تا ۷۸)

قادیانیوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا ناجائز ہے

مفتی اعظم مصر علامہ مخلوفؒ اپنی مشہور تفسیر صفوۃ البیان میں آیت ختم نبوت کے تحت لکھتے ہیں۔

"(خاتم کی دو قراتیں ہیں خاتم ت کی زبر کے ساتھ اور خاتم ت کی زیر کے ساتھ) اگر خاتم پڑھا جائے تو اس کا معنی ہوگا کہ سلسلہ نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ختم کردیا گیا۔ آپ سب پیغمبروں کے لئے مہر کی طرح ہیں کہ آپؐ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے سلسلہ کو ختم کرکے اس پر مہر لگادی۔ آپ کے بعد قیامت تک کے لئے نبوت کا دروازہ نہیں کھولا جائے گا۔ دوسری صورت جبکہ بکسر التاء خاتم پڑھا جائے اس صورت میں معنی ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب پیغمبروں کے آخر میں آئے ہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ دونوں صورتوں میں معنی ایک ہی ہے جیسے طابع اور طابَع۔ بہرحال دونوں قراتوں میں مراد قرآن یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ سلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور آخری رسول ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک نہ کوئی نبی ہے اور نہ رسول۔ پس جو

شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرتا ہے وہ مفتری اور کذاب ہے اور قرآن و حدیث کے نقطہ کے پیش نظر وہ کافر ہے۔ اسی وجہ سے ہم نے قادیانی گروہ کے بارے میں کفر فتویٰ دیا ہے ان کے ساتھ مسلمانوں کو باہمی نکاح کرنا ناجائز ہے اسی طرح قادیانیوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں۔"

(تفسیر صفوۃ البیان ص ۵۲۳)

حضرت عیسیٰؑ جسم و روح سمیت زندہ آسمان کی طرف اٹھالئے گئے ہیں

حیات مسیح علیہ السلام کے بارے میں مفتی اعظم نے لکھا۔

"حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں تمام مسلمانوں کو عقیدہ ہے کہ وہ قتل نہیں کئے گئے نہ ان کو سولی پر چڑھایا گیا اور نہ وہ مرے ہیں۔ آپ اپنے جسم و روح سمیت زندہ آسمان کی طرف اٹھالئے گئے ہیں۔ وہ اس وقت آسمان میں ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اجازت دیں گے کہ وہ واپس تشریف لائیں اور اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچنے سے روک رکھا جب انہوں نے آپ کے قتل کی خفیہ تدبیر کی تھی۔"

آگے مزید لکھتے ہیں۔

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان کی طرف اٹھایا جانا ایسے ہی ہے جیسے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات جسم و روح سمیت بیداری کی حالت میں آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور یہی حق بات ہے۔"

(فتاویٰ شرعیہ ج ۲ ص ۸۰)

مفتی اعظم سورۃ آل عمران آیت ۵۵ انی متوفیک و رافعک الی کے تحت لکھتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو کہا اے عیسیٰ میں تجھے جسم اور روح سمیت پورا پورا لینے والا ہوں اور اپنی بزرگی کی جگہ تجھے اٹھانے والا ہوں۔ یہاں آیت میں عطف تفسیری ہے۔

مستوفی کا معنی یا پورا پورا لینا ہے جیسے کہا جاتا ہے وفیت فلانا حقہ میں نے اس کو پورا پورا دے دیا اس نے پورا پورا لے لیا یا مستوفی کا معنی قابضک ہے یعنی اے عیسیٰ میں تجھے اپنے قبضہ میں لینے والا ہوں اور آپ کی ذات کو زمین سے پورا پورا لینے والا ہوں یہ محاورہ توفی المال سے ماخوذ ہے یعنی اس نے مال پورا پورا وصول کرلیا اور اپنے قبضہ میں لے لیا۔

اور جان لو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ قتل کئے گئے اور نہ سولی پر چڑھائے گئے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں قتل اور سولی کا اعتقاد رکھنا بلاشبہ کفر ہے

اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھالیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ورافعک الی (آل عمران ۵۵) اور بل رفعہ اللہ الیہ (النساء ۱۵۸)

پس اس عقیدے پر ایمان لانا واجب ہے اور جمہور کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام موت یا خواب کی کیفیت کی بجائے جسم اور روح سمیت زندہ آسمان کی طرف اٹھالئے گئے ہیں اور آسمان کی طرف جسم سمیت اٹھایا جانا اور وہاں ایک معین مدت تک رہنا یہ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خصوصیت ہے۔

اس آیت اور فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم (المائدہ ۱۱۷) میں توفی سے مراد وہی ہے جو ہم نے اوپر ذکر کیا یہ اس صحیح روایت کی بناء پر ہے جو حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے اور تمام اقوال میں صحیح قول یہی ہے جیسا کہ علامہ قرطبیؒ نے کہا ہے اور یہی علامہ طبریؒ اور ان کے علاوہ کا پسندیدہ ہے اور جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی ابتداء پیدائش میں لوگوں کے کھلا معجزہ اور نشانی تھے اسی طرح اپنے آخر میں بھی آپ کھلی نشانی ہوں گے اور معجزات سارے کے سارے انسانی قدرت اور عقلی ادراک سے باہر ہوتے ہیں اور معجزہ تمام انبیاء کی سچائی کی دلیلوں اور خدائی قدرت کے متعلقات میں سے ہے۔ (جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آسمان سے تشریف آوری یہ معجزہ خداوندی ہے تو اس پر اعتراض کی کسی کو گنجائش ہی رہتی۔ ناقل)

(تفسیر صفوۃ البیان ص ۸۲، ۸۳)

زنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دونوں آنکھوں کا زنا (شہوت سے) نگاہ کرنا ہے اور دونوں کانوں کا زنا (شہوت سے) باتیں سننا ہے اور زبان کا زنا (شہوت سے) باتیں کرنا ہے اور ہاتھ کا زنا (شہوت سے) کسی کا ہاتھ وغیرہ پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا (شہوت سے) قدم اٹھا کر جانا ہے اور قلب کا زنا یہ ہے کہ (شہوت سے) وہ خواہش کرتا ہے اور تمنا کرتا ہے۔ الخ

(مسلم)

الشفاء من جانب اللہ

سب دکھوں کا ایک ہی حل ○ بستر اٹھا رائے ونڈ چل

کمزور بوڑھے ہوں یا جوان
علاج کے لئے بس ایک ہی نام

حکیم قاری محمد یونس ایم اے (پنجاب)

دواخانہ تحفظ ختم نبوت نزد سٹی چوک (بنی چوک) سرکلر روڈ راولپنڈی

یاد رکھیے نماز پنجوقتہ باجماعت میں اللہ رب العزت نے شفا رکھی ہے۔ آپ کا خرچہ ہوا مال مساجد کے خرچ میں صرف ہوگا۔ علاج بھی کرائیں، ثواب بھی کمائیں۔
جماعت کیساتھ ایک چلہ لگا کر آئیں پھر نظارے ملاحظہ فرمائیں

نوٹ: بوڑھے حضرات کبھی جوان نہیں بن سکتے ؟!
لیکن اسلامی طریقہ علاج سے زندگی کے جو باقی دن ہیں۔ وہ شاندار طریقے سے گزار سکتے ہیں۔ فون: 551675

کس کے ایجنٹ، کس کے جاسوس

از: محمد طیب قاسمی رحیم یار خان

سرزمین ہندوستان پر جب انگریز قابض ہو چکا تھا اور ظالم فرنگی مسلمانوں کو ہر طرح سے ختم کرنے پر تلا ہوا تھا۔ اس کے پاس اسلام اور اس کے شیدائی سے نمٹنے کے لئے ترکش میں بہت سے تیر تھے۔ جنہیں اس نے کمال مہارت سے استعمال کیا۔ درباری ملاؤں کے گروہ تھے۔ جعلی گدی نشینوں اور بناوٹی صوفیوں کی ایک بڑی کھیپ موجود تھی۔ انہیں میں مسیلمہ پنجاب غدار ابن غدار، عقیدہ ختم نبوت کا لٹیرا۔ انگریز کا خود کاشتہ پودا، مرزا غلام احمد قادیانی تھا۔ جس نے مسلمانوں میں نفاق اور انتشار پیدا کرنے کے لئے انگریز کی غلامی کا طوق گلے میں ڈال لیا تھا۔ مرزائی اور ان کا گرو شروع سے ہی انگریزوں اور یہودیوں کے ایجنٹ رہے ہیں اور اس کے ثبوت میں مرزا غلام احمد قادیانی کی لکھی ہوئی تحریریں بولتی ہیں۔

ملاحظہ ہو:۔

غدار ابن غدار

سب سے پہلے میں اطلاع دیتا ہوں کہ میں ایسے خاندان میں سے ہوں جس کی نسبت گورنمنٹ نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ اول درجہ سرکار دولت مدار انگریز کا خیر خواہ ہے۔

(مندرجہ تبلیغ رسالت۔ جلد ہفتم)

میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد مرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا۔

(کتاب البریہ صفحہ ۳)

مسجد کی شہادت پر غداری

۱۹۱۳ء میں اسلام دشمن فرنگی نے کانپور کی مسجد کا ایک حصہ سڑک سیدھی کرنے کے لئے شہید کر دیا تو مسلمانوں میں غم و غصے کی لہر دوڑ گئی اور احتجاجی جلوس نکالے گئے جن پر انگریز نے فائرنگ کرادی بیسیوں مسلمان شہید ہو گئے باقی کو پابند سلاسل کر دیا گیا اس حادثہ پر تبصرہ کرتے ہوئے قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا محمود نے جو بیان جاری کیا اس پہ آج بھی لعنتوں کے ڈونگرے برس رہے ہیں۔

ایک مسجد کو گرائے بغیر گزارا نہ تھا اور اسے منہدم نہ کرنا رفاہ عامہ کے کام میں رخنہ اندازی تھی۔ اس بارے میں مسلمانوں نے بہت ناعاقبت اندیشی سے کام لیا۔

روس میں انگریزی خدمات

روس میں اگرچہ تبلیغ کے لئے گیا تھا۔ کیونکہ انگریز سرکار اور احمدیہ جماعت کے مفاد ایک دوسرے سے وابستہ ہیں۔ (الفضل قادیان ۲۲ء۱۹)

عراق میں کردار

عراق کو فتح کرنے میں احمدیوں نے انگریز سرکار کے لئے خون بہایا تھا۔

(مرزا محمود الفضل ۳۵ء۱۹)

انگریز کی اطاعت

انگریز سرکار کی فوج میں شامل ہو کر اس کی مدد کرنا احمدیوں کا فرض ہے۔

(مرزا محمود الفضل ۱۹ء۱۹)

انگریز حکومت کی عزت ہم پر خدا تعالیٰ کی طرف سے واجب کر دی گئی ہے اور اس کی عزت کرنے سے خدا بھی خوش ہو گا اور حکومت بھی۔

(الفضل قادیان ۳۹ء۱۹)

جہاد کو حرام قرار دینا

مرزا نے جہاد جیسے عظیم فرض کو حرام قرار دے دیا اور انگریز کو خوش کرنے کے لئے جس جذبہ جہاد کو پیدا کرنے کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری زندگی صرف کی اس کو اس کانے دجال نے تنسیخ جہاد کے نغمے الاپنے شروع کر دیئے۔

یہی وہ فرقہ ہے جو دن رات کوشش کر رہا ہے کہ مسلمانوں کے خیالات میں سے جہاد کی بے ہودہ رسم اٹھا دے۔ (ریویو آف ریلیجنز صفحہ ۵۳)

سو آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا ہے۔

(ضمیمہ خطبہ الہامیہ)

انگریزی امداد

اگر ہم غیر ممالک میں بھی تبلیغ کے لئے جائیں تو وہاں بھی برٹش گورنمنٹ امداد کرتی ہے۔

گورنمنٹ برطانیہ کی وفادار فوج

میری جماعت احمدیہ گورنمنٹ برٹش کی ایک وفادار فوج ہے۔ جس کا ظاہر باطن برطانیہ کی

خیر خواہی میں ہے۔ (تحفہ قیصریہ صفحہ ۱۰)

افغانستان میں جاسوسی

حکومت افغانستان نے دو احمدیوں پر مقدمہ چلایا کہ وہ برطانیہ کے جاسوس ہیں۔
(الفضل قادیان ۲۰، ۱۹۲۰ء)

تین لاکھ روپیہ

مجھے اپنی حالت پر خیال کر کے اس قدر امید نہ تھی کہ دس روپے ماہوار بھی آئیں گے مگر خدا تعالیٰ جو غریبوں کو خاک سے اٹھاتا ہے اور متکبروں کو خاک میں ملاتا ہے نے میری دستگیری کی اور اب تک تین لاکھ روپیہ تک آچکا ہے۔ اور شاید اس سے بھی زیادہ۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۱)

گورنمنٹ برطانیہ کی پٹھو جماعت

ہماری وہ جماعت ہے جسے لوگ شروع سے ہی کہتے چلے آرہے ہیں کہ یہ خوشامدی اور گورنمنٹ کی پٹھو اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم گورنمنٹ کے جاسوس ہیں۔

پاکستان کی مخالفت

ہم فتح یاب ضرور ہوں گے اور تم ہمارے سامنے پیش ہو گے مجرموں کی طرح۔ اس وقت تمہارا بھی وہی حشر ہوگا جو فتح مکہ کے دن ابوجہل اور اس کی پارٹی کا ہوا۔ (الفضل ۱۹۵۲ء)

تم اس وقت تک امن میں نہیں رہ سکتے جب تک تمہاری بادشاہت قائم نہ ہو جائے۔
(الفضل ۱۹۴۰ء)

مرزائیوں کے ان عقائد سے پتہ چل جاتا ہے کہ وہ کس کے خیر خواہ تھے۔

اے محبانِ وطن! آج پاکستان کو تباہ و برباد کرنے کے منصوبے تیار ہو رہے ہیں اور مرزائی اس میں پیش پیش ہیں۔

لہٰذا ہمیں متحد ہو کر ان کے عزائم خاک میں ملا دینے چاہئیں۔

شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ

دوسری قسط

شرعی و قانونی حیثیت

قائدینِ پاکستان، عمائدینِ حکومت، تمام مکاتبِ فکر کے جید علماء، مشائخ عظام سیاسی زعماء، دینی و سیاسی راہنما نیز عیسائی و اقلیتی لیڈر کیا کہتے ہیں؟

مرتبہ: صاحبزادہ طارق محمود

اس کی بنیادوں کی مخالفت کرنے والے اس کے دشمن ہیں"۔ (روزنامہ پاکستان ۵ نومبر ۹۲ء)

○ "ہمارا تشخص شریعت محمدیؐ ہے۔ مسلمان کو مسلمان اور عیسائی کو عیسائی لکھوانے پر شرم محسوس نہیں کرنی چاہئے۔ یہ محض پروپیگنڈہ ہے۔ یہ الزام سراسر غلط ہے کہ شناختی کارڈ میں خانہ مذہب کے بعد اقلیتیں خود کو دوسرے درجہ کا شہری سمجھیں گی۔ اگر مخلوط طریقہ انتخاب اپنایا جائے تو اقلیتوں کو ایک سیٹ بھی نہیں ملے گی۔ اب انہیں مرکز میں دس اور صوبوں میں تیس نشستیں ملی ہیں' اس لئے وہ اول درجہ کی شہری ہیں۔ وہ قادیانیوں کے لادین عناصر کے پروپیگنڈہ کا شکار نہ ہوں"۔ (روزنامہ جنگ ۶ نومبر ۹۲ء)

○ "شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ درج کرنے کا فیصلہ برقرار رہے گا اور اس سلسلہ میں کسی بھی مخالفت کی پرواہ نہیں کی جائے گی۔ اس فیصلہ پر عمل درآمد آئندہ ماہ سے شروع ہو جائے گا۔ وزیر اعظم نواز شریف پہلے ہی وضاحت کر چکے ہیں کہ حکومت کسی قسم کے دباؤ میں نہیں آئے گی۔ اس سلسلہ میں صوبائی اسمبلیوں کی منظوری کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ رجسٹریشن وفاقی حکومت کا محکمہ ہے اور اس حوالے سے سندھ اسمبلی نے جو بحث کی ہے' وہ قطعی بلا جواز ہے۔ جب کوئی شخص مسلمان' عیسائی' ہندو' قادیانی یا کسی اور مذہب سے وابستہ ہے تو اسے یہ کہلانے یا شناختی کارڈ میں اس کا اندراج کرنے میں شرم کیسی۔ جب پاکستان میں جداگانہ انتخابات کا نظام رائج ہو چکا ہے اور ووٹ ڈالتے وقت شناختی کارڈ دکھانا ضروری قرار دیا جا چکا ہے تو

اس سے واضح ہو جائے گا کہ ووٹر کا تعلق کس مذہب سے ہے۔ مغربی ملکوں کو یہ بھی پیش نظر رکھنا چاہئے کہ ان کے ہاں مسلمانوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے اور ان کے حقوق کس طرح سلب کئے جارہے ہیں جبکہ پاکستان نے تو قومی وصوبائی اسمبلیوں میں اقلیتوں کی نشستیں مخصوص کی ہوئی ہیں"۔(روزنامہ جنگ لاہور ۱۷ر نومبر ۹۲ء)

○ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے فیصلہ پر اپوزیشن' اقلیتوں کو بھڑکا رہی ہے۔ کیونکہ بے نظیر خود بھی دین سے بے خبر اور لادین عناصر سے متاثر ہے۔ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا فیصلہ واپس لینا خود کشی ہوگی کیونکہ پاکستان اسلام کی بنیاد پر قائم کیا گیا تھا۔ آج عیسائی میرے پتلے جلا رہے ہیں۔ کتے کے گلے میں میری تصویر ڈال کر جلوس نکال رہے ہیں۔ یہ سب ان کی گندی ذہنیت' ہے مذہب کے خانہ کا فیصلہ واپس نہیں لیا جائے گا' چاہے زمین و آسمان بدل جائے۔ ہم اس فیصلہ پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ اور کوئی بھی مائی کا لال ہمیں اس فیصلہ سے دستبردار نہیں کر سکتا۔ ہم اسلام کے خلاف کسی کو بھونکنے نہیں دیں گے۔ عیسائیوں کو قادیانی بھڑکا رہے ہیں"۔(روزنامہ پاکستان ۱۱ر نومبر ۱۹۹۲ء)

پروفیسر ساجد میر قائد جمعیت اہل حدیث

"مرزائی خود کو مسلمان ظاہر کرکے آئین سے بغاوت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ ان کی سازشی سرگرمیوں کی روک تھام کے لئے آئین کے مطابق شناختی کارڈ میں خانہ مذہب کا اضافہ ضروری آئینی تقاضا ہے"۔(روزنامہ جنگ لاہور۔ یکم مارچ ۹۲ء)

سردار آصف احمد علی وفاقی وزیر مملکت اقتصادی امور

"شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے اضافہ کا فیصلہ انتظامی مسئلہ ہے اگر کسی کو اختلاف ہے تو اعلیٰ عدالتوں سے رجوع کر سکتا ہے"۔(روزنامہ پاکستان ۲۳ر اکتوبر ۹۲ء)

چوہدری احسان منیر بانی وچیئرمین مسلم فرنٹ پاکستان

"شناختی کارڈ میں خانہ مذہب کا اضافہ کا فیصلہ مستحسن اقدام ہے۔ جو لوگ مذہب کے اندراج کو بہانہ بنا کر اس کی مخالفت اور اپنے سیاسی قد میں اضافہ کرنا چاہتے ہیں۔ وہ ناعاقبت اندیش ہیں۔ اس میں حقوق انسانی کی کسی خلاف ورزی کا کوئی پہلو نہیں نکلتا"۔(روزنامہ خبریں لاہور۔ ۲۳ر اکتوبر ۹۲ء)

میجر ریٹائرڈ محمد امین منہاس اسلام آباد

"وزیر اعظم صاحب! آپ نے شناختی کارڈ میں مذہب کے اندراج کے ۱۳ر اکتوبر ۹۲ء کے حکومت کے اعلامیہ' جو تمام مکاتب فکر کے علماء ومشائخ سے وفاقی وزیر داخلہ اور وزیر مذہبی امور کے مذاکرات کے بعد جاری کیا گیا تھا کی دو ٹوک الفاظ میں توثیق فرما کر ایک عظیم فریضہ ادا کیا ہے۔ ہر کلمہ گو اللہ کے حضور سربسجود ہے' دعا گو ہے اور آپ کی جراتوں کو ایک بار پھر سلام کرتا ہے"۔(اشتہار' اخبار' جنگ' نوائے وقت پنڈی ۳۰ر اکتوبر ۹۲ء)

ڈاکٹر اسرار احمد امیر تنظیم اسلامی

"مذہب کے خانہ کے اضافہ پر احتجاج اسلامی نظام اور سیکولرازم کی کشمکش کا مظہر ہے جو پاکستان میں اسلامی نظام حیات اور سیکولرازم کے مابین جاری ہے۔ ہر شخص کو اپنے مذہب سے اتنا تعلق تو ضرور ہونا چاہئے کہ اس کے اظہار میں اسے کوئی ہیکی محسوس نہ ہو۔ مذہب ایک شہری کی شناخت کا حصہ ہے' شناختی کارڈ میں اس کا ضرور ذکر ہونا چاہئے"۔(نوائے وقت پنڈی ۳ر اکتوبر ۹۲ء)

ممتاز قانون دان سابق وفاقی وزیر

سینیٹر راجہ ظفر الحق سیکرٹری جنرل رابطہ عالم اسلامی

"اس وقت دنیا بھر میں مسلمانوں میں ایک طرف اپنے وجود کا احساس بڑھ رہا ہے' دوسری طرف ان کو کمزور کرنے والی لادین قوتیں سرگرم عمل ہیں اور اس خطے کو لادین بنانے کے لئے امریکہ سے ہر قسم کے تعاون کو تیار ہیں۔ اسلام میں سیاست کو جدا نہیں کیا جاسکتا۔ پڑھے لکھے لوگ خانہ مذہب کی مخالفت کر رہے ہیں۔ یہ بات اسلام اور علامہ اقبال کی فکر کے منافی ہے۔ مسلم وغیر مسلم کا تشخص ضروری ہے۔ ہمیں مسلمان ہونے پر فخر ہے"۔(نوائے وقت ملتان۔ ۱۸ر نومبر ۹۲ء)

○ "شناختی کارڈ میں مذہبی خانہ ضرور ہونا چاہئے۔ اس سلسلہ میں حکومت کو تنقید کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے کیونکہ مذہب ایک ایسی شناخت ہے' جس پر ہم بجا طور پر فخر کرسکتے ہیں۔ بے دین لوگ کل کو یہ بھی کہیں گے کہ اذان ہونے پر محفل سے اٹھ کر نماز پڑھنا آداب محفل کے خلاف ہے تو کیا ہم نماز پڑھنا چھوڑ دیں گے؟ جو قوم ایسے مسائل پر سمجھوتے کرنے لگے' اس کا وجود باقی نہیں رہتا"۔(روزنامہ پاکستان ۱۸ر نومبر ۱۹۹۲ء)

مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی سرپرست سپاہ صحابہ پاکستان

"پاکستان ایسی اسلامی نظریاتی مملکت میں قادیانی فتنہ کی سازشی سرگرمیوں کی روک تھام کے لئے انتہائی ضروری ہے کہ شناختی کارڈ میں خانہ مذہب کا اضافہ کیا جائے۔ یہ دو قومی نظریہ کی تکمیل ہوگی"۔(روزنامہ پاکستان ۲۹ر مارچ ۹۲ء)

"شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ شامل نہ کیا گیا تو دو قومی نظریہ اپنی موت آپ مر جائے گا۔ اگر دو فیصد اقلیت اپنی بات احتجاج اور ہڑتالوں سے منواسکتی ہے تو ۹۸ فیصد عوام بھی ایسا کرسکتے ہیں"۔(روزنامہ خبریں ۱۳ر نومبر ۱۹۹۲ء)

مولانا ضیاء القاسمی چیئرمین سپریم کونسل سپاہ صحابہ

"شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کی مخالفت قادیانیوں کے اشارے پر ہو رہی ہے۔ پیپلز پارٹی اور مسیحیوں کو اپنے طرز عمل پر غور کرنا چاہئے کہ وہ قادیانیوں کو کیوں خوش کر رہے ہیں' یورپی ممالک میں کہیں اقلیتوں کو اتنے حقوق حاصل نہیں جتنے پاکستان میں اقلیتوں کو حاصل ہیں۔ اب وہ اس کی نظریاتی سرحدوں کو پاش پاش کرنے کی پالیسی پر عمل پیرا نہ ہوں"۔(جنگ لاہور ۷ر نومبر ۹۲ء)

مطیع رسول سعیدی' انجمن سپاہ مصطفیٰ پاکستان

"حکومت اقلیتوں کے بلا جواز واویلا سے متاثر ہونے یا دباؤ میں آنے کی بجائے اس فیصلہ پر عمل درآمد میں تاخیر نہ کرے"۔(نوائے وقت ملتان ۱۷ر نومبر ۹۲ء)

تحریک نفاذ فقہ جعفریہ

"عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک وفد سے ملاقات کے دوران تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے رہنما علامہ سید افتخار حسین نقوی نے کہا کہ شناختی کارڈ میں خانہ مذہب کے اندراج پر قانون کے مطابق عمل ہونا چاہئے۔ اس پر ہمیں اتفاق ہے۔ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے رہنما مولانا مرزا یوسف حسین اور مولانا سجاد حیدر بھی اس موقع پر موجود تھے"۔(نوائے وقت پنڈی ۲۹ر اکتوبر ۹۲ء)

پیر مفتی عبد الرزاق قدسی قائد عالمی تحریک دعوت اخلاق

"مذہب کے خانہ کے اندراج سے اقلیتوں کو فائدہ ہوگا۔ ان کے مفادات کا تحفظ ہوگا۔ نظریہ پاکستان کی تکمیل ہوگی۔ اسلامی تشخص ہماری پہچان ہے' اسے کبھی فراموش نہ کرنا چاہئے"(نوائے وقت ملتان ۳۰ر اکتوبر ۹۲ء)

نفاذ شریعت کمیٹی کا اجلاس مولانا عبد الستار خان نیازی کی صدارت میں اسلام آباد منعقد ہوا۔ ریٹائرڈ جسٹس گل محمد خان سمیت تمام مکاتب فکر کے رہنماؤں نے شرکت کی۔ اجلاس نے سندھ اسمبلی کی قرارداد کو غلط فہمی کا نتیجہ قرار دیتے ہوئے اسے مسترد کردیا اور شناختی کارڈ میں خانہ مذہب کو ضروری قرار دیا۔(جنگ لاہور یکم نومبر ۹۲ء)

پروفیسر خورشید احمد سینیٹر' سینیٹر سعید قادر نے

سینٹ آف پاکستان کے اجلاس میں مطالبہ کیا کہ شناختی کارڈ میں خانہ مذہب کا اندراج کیا جائے۔ جب پاسپورٹ میں خانہ مذہب موجود ہے اور شناختی کارڈ کے فارموں میں بھی مذہب کا کالم موجود ہے تو کارڈ میں اندراج سے

ہچکچاہٹ کیوں؟ (نوائے وقت پنڈی ۷؍ جولائی ۹۲ء)

میاں احمد قادری' سماجی راہنما

"محترمہ بے نظیر کا اس معقول امر سے انحراف اسلام سے بے خبری کی علامت ہے محترمہ کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ فیصلہ ان کے باپ کے دور میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے فیصلہ کی تکمیل اور ضرورت ہے۔ ان کی چند ماہ سے منفی سیاست کا مقصد آصف زرداری کی بدعنوانیوں پر پردہ ڈالنا ہے"۔ (روزنامہ جرات۔ راولپنڈی ۲۳؍ اکتوبر ۹۲ء)

تحریک تحفظ حرمین شریفین پاکستان کے امیر نے کہا

کہ اس فیصلہ پر عمل در آمد سے تخریب کاری اور جاسوسی جیسے خطرناک جرائم کی زبردست حوصلہ شکنی ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ ہر شخص میں اپنے مذہب کے اظہار کی جرات ہونی چاہئے۔ مذہب کو چھپانے والے منافق ہوتے ہیں۔ (جنگ لاہور ۲۵؍ اکتوبر ۹۲ء)

مولانا سید امیر حسین گیلانی امیر جمعیت علمائے اسلام پنجاب

"شناختی کارڈ میں خانہ مذہب کے اضافہ سے قادیانی لابی متاثر ہوگی۔ باقی اقلیتیں ان کے بہکاوے میں نہ آئیں۔ تمام اقلیتیں اپنا تشخص اور شناخت رکھتی ہیں' اس سے ان کی دل آزاری نہ ہوگی۔ بلکہ ان کے حقوق کا تحفظ ہوگا اس پر احتجاج قادیانی سازش ہے"۔ (جنگ لاہور ۶؍ نومبر ۹۲ء)

مولانا زاہد الراشدی

"قادیانیوں نے خود کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کا فیصلہ تسلیم کرنے سے انکار کر رکھا ہے اور ہر سطح پر اپنے آپ کو مسلمان کے روپ میں پیش کرنے کی روش پر قائم ہیں۔ اس لئے یہ ناگزیر ہوگیا کہ ان کی جداگانہ حیثیت کا قانونی اظہار کیا جائے۔ اسی وجہ سے شناختی کارڈ کے فارم میں عقیدہ ختم نبوت پر مشتمل حلف نامہ شامل کیا گیا تاکہ کوئی قادیانی خود کو بطور مسلمان رجسٹرڈ نہ کرا سکے۔ لیکن قادیانیوں کی طرف سے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کی ضد قائم رہی حتیٰ کہ جداگانہ بنیادوں پر الیکشن کرانے اور مسلمانوں اور غیر مسلموں کے ووٹ الگ الگ درج کرنے کا فیصلہ ہوا تو قادیانیوں نے بطور غیر مسلم اپنے ووٹ درج کرانے سے انکار کردیا اور اس انکار پر آج بھی وہ قائم ہیں۔ اب صورت حال یہ ہے کہ قادیانی خود کو مسلمان کہتے ہیں اور ہر ممکن طریقہ سے ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کی اس روش کے باعث بہت سے قانونی تقاضوں کے لئے قادیانیوں کی مذہبی حیثیت کا تعین نہیں ہوتا۔ جس کا اس کے سوا کوئی حل نہیں ہے کہ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا اضافہ کرکے شناختی کارڈ فارم میں موجود حلف نامہ کی بنیاد پر ہر شہری کی مذہبی حیثیت کا اظہار کردیا جائے تاکہ کوئی شخص اس بارے میں اشتباہ و دھوکہ میں کامیاب نہ ہوسکے"۔ (نوائے وقت۔ راولپنڈی ۲۸؍ جنوری ۹۲ء)

مسٹر حمزہ ممبر قومی اسمبلی وچیئرمین پبلک اکاؤنٹس کمیٹی

"شناختی کارڈ میں مذہبی خانہ کے خلاف مسیحی اقلیت کا احتجاج بلا جواز ہے۔ قومی شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ قادیانیوں کی بیرون ملک سازشوں کے پیش نظر رکھا گیا ہے۔ بے نظیر بھٹو کس منہ سے قادیانیوں کی حمایت کررہی ہیں جبکہ اس کے باپ نے ۷۴ء میں خود قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا"۔ (روزنامہ پاکستان ۲۳؍ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

شہباز شریف ممبر قومی اسمبلی

"شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا فیصلہ ہوچکا ہے۔ اسے کسی صورت میں واپس نہیں لیا جائے گا"۔ (روزنامہ جنگ ۲۳؍ اکتوبر ۹۲ء)

حافظ زبیر احمد ظہیر' سیکرٹری جنرل مرکزی جماعت اہل حدیث

"شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ تحفظ ختم نبوت اور تحفظ حرمین شریفین کا لازمی تقاضا اور دو قومی نظریہ کی تکمیل ہے۔ اگر شناختی کارڈ میں یہ خانہ موجود نہ ہو تو قادیانیوں کے حرمین شریفین جانے میں کوئی قانونی رکاوٹ نہیں"۔ (روزنامہ پاکستان ۹؍ نومبر ۱۹۹۲ء)

ڈاکٹر افضل اعزاز ایم پی اے پارلیمانی لیڈر جماعت اسلامی' پنجاب اسمبلی

"شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اندراج کا ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ اس سے بیرون ملک یا حج پر جانے والے پاکستانیوں میں مسلم اور غیر مسلم کا فرق واضح ہوجائے گا' دوسرے چونکہ ہمارے ہاں زندگی کے سارے امور شناختی کارڈ سے ہی طے ہوتے ہیں پاسپورٹ' ڈومیسائل سمیت تمام دستاویزات کی تیاری میں شناختی کارڈ کو بنیاد بنایا جا(تا) ہے۔ شناختی کارڈ پر جہاں نام' ولدیت' عمر' تعلیم اور پتے کا اندراج ہوتا ہے' وہاں مذہب کے اندراج سے کیا قیامت آجائے گی؟۔ مذہب کو چھپانے کی کوئی وجہ تو ہے آخر......؟ مذہب کو تو اعتماد سے ڈیکلیئر کرنا چاہئے۔ مذہب چھپانے والوں کا یہ عمل ظاہر کرتا ہے کہ انہیں اپنے مذہب پر کامل یقین اور اعتماد نہیں ہے"۔ (روزنامہ جسارت ۱۱؍ نومبر ۱۹۹۲ء)

نذیر احمد غازی اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب

"شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے میں اضافے کا فیصلہ شرعی اور آئینی طور پر بالکل درست ہے۔ یہ جمہوریت اور انسانی حقوق کی راہ میں اچھی پیش رفت ہے۔ مختلف آزاد خیال دانشوروں اور اقلیتی رہنماؤں کی طرف سے کئے گئے اعتراضات بالکل بے بنیاد اور کم علمی کا نتیجہ ہیں۔ انہیں قادیانیوں کے ہاتھوں میں کھلونا نہیں بننا چاہئے"۔ (راقم کے نام جناب نذیر احمد غازی صاحب کے تاثرات)

نذیر احمد غازی اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب

"شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے میں اضافے کا فیصلہ شرعی اور آئینی طور پر بالکل درست ہے۔ یہ جمہوریت اور انسانی حقوق کی راہ میں اچھی پیش رفت ہے۔ مختلف آزاد خیال دانشوروں اور اقلیتی رہنماؤں کی طرف سے کئے گئے اعتراضات بالکل بے بنیاد اور کم علمی کا نتیجہ ہیں۔ انہیں قادیانیوں کے ہاتھوں میں کھلونا نہیں بننا چاہئے"۔ (راقم کے نام جناب نذیر احمد غازی صاحب کے تاثرات)

احمد علی قصوری مرکزی راہنما پاکستان عوامی تحریک

"مذہب کو چھپانا منافقت ہے اور ہمیں اپنا مذہب ظاہر کرتے ہوئے کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرنی چاہئے۔ مسلمان جن ملکوں میں اقلیت میں ہیں' وہاں بھی اپنے مذہب کو نہیں چھپاتے۔ شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ قادیانیوں کو بے نقاب کرنے کے لئے ہے"۔ (روزنامہ پاکستان ۱۸؍ نومبر ۱۹۹۲ء)

حاجی عبد المجید رحمانی جائنٹ سیکرٹری تحریک تکمیل پاکستان

"جن لوگوں کو اپنا مذہب بتاتے ہوئے شرم آتی ہے وہ اپنا مذہب تبدیل کرلیں۔ شناختی کارڈ میں خانہ مذہب مستحسن فیصلہ ہے۔

جاوید احمد غامدی

"مذہب انسان کی سب سے بڑی شناخت ہے' اور میں سمجھتا ہوں کہ کسی کو اپنے عقیدے کے بارے میں بتاتے ہوئے شرمانا نہیں چاہئے۔ ہر مسلمان اور غیر مسلمان کے لئے اس کا مذہب' اگر وہ اس پر ایمان رکھتا ہے تو باعث شرف ہے۔ یوں شناختی کارڈ میں مذہب کا اندراج لوگوں کے لئے باعث شرف ہے اور یہ بالکل صحیح اقدام ہے۔ لوگوں کو اس پر ہنگامہ نہیں کرنا چاہئے۔ اور جو لوگ ایسا کررہے ہیں وہ فساد پھیلانا چاہتے ہیں"۔ (ہفت روزہ زندگی ۷؍ نومبر ۱۹۹۲ء)

سابق جسٹس گل محمد خاں

"یہ ایک مستحسن قدم ہے کہ حکومت نے شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کا اضافہ کردیا ہے۔ یہ اقدام نہ صرف

نہایت عاقلانہ ہے بلکہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کے عین مطابق بھی ہے۔ کچھ آزاد خیال لوگوں نے اخبارات میں اس اقدام کو ہدف تنقید بنایا ہے' جو افسوس ناک بات ہے۔

کیا یہ فخری بات ہے یا شرمندگی کی کہ آدمی کا مذہب اس کے شناختی کارڈ میں لکھا ہوا ہو اور وہ ان تمام حقوق کے لئے چارہ جوئی کر سکتا ہو' جو دستور میں اسے دیئے گئے ہیں۔ میں یہ بات بالکل نہیں سمجھ سکا کہ شناختی کارڈ میں مذہبی خانے کے اضافے سے کوئی آدمی دوسرے یا تیسرے درجے کا شہری قرار پاسکتا ہے۔ کیا مذہب کسی آدمی کے لئے ندامت کی بات ہے۔ بہرحال اگر کوئی آدمی اپنے مذہب پر شرمندگی محسوس کرتا ہے' تو دعا ہی کی جاسکتی ہے کہ خدا اس پر رحم فرمائے۔

سب کو معلوم ہے کہ اب پاسپورٹ' صرف شناختی کارڈ کی بناء پر جاری کئے جاتے ہیں۔ یہی پاسپورٹ مکہ مکرمہ جانے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ سورۃ التوبہ آیت نمبر ۲۸ میں کہا گیا ہے۔

"اے ایمان والو! بت پرست ناپاک ہیں۔ اس سال کے ختم ہونے کے بعد' ان کو مسجد حرام کے پاس نہ جانے دینا' اگر تمہیں غربت کا خطرہ ہے' تو اللہ اگر چاہے گا تو اپنی کرم نوازی سے تمہیں مالا مال کردے گا"۔

اس حکم کی تعمیل میں مکہ کے قریب ایک چیک پوسٹ بنائی گئی ہے جہاں سعودی حکومت خیال رکھتی ہے کہ کوئی غیر مسلم اس مقدس شہر میں داخل نہ ہونے پائے۔ اگر شناختی کارڈ میں مذہب کا اندراج نہ ہوگا' تو یہ عین ممکن ہے کہ غیر مسلمان مسلمانوں کے نام سے نام رکھ کر پاسپورٹ بنوالیں اور اس مقدس شہر میں داخل ہونے میں کامیاب ہوجائیں اس لئے تمام مسلمان ممالک کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے شناختی کارڈ بنائیں جن میں مذہب کا اندراج ہو تاکہ اس خدائی حکم کی خلاف ورزی نہ ہوسکے"۔ (ہفت روزہ زندگی۔ ۷ر نومبر ۱۹۹۲ء)

انجمن طالبات اسلام

"اسلام مذہبی امتیاز کی اجازت دیتا ہے۔ حکومت نے مذہبی خانہ کا اندراج کرکے پاکستان کو قادیانی اسٹیٹ بننے سے بچالیا ہے۔ شناختی کارڈ میں مذہبی خانہ کے اندراج کی مخالفت کرنے والے قادیانی ایجنٹ ہیں۔ جن سے پوری قوم کو ہوشیار رہنا چاہئے۔ احتجاجی تحریکوں کی دھمکیاں دینے والے اسلام دشمن ہیں۔ ویمن ایکشن فورم نے کسی قسم کا احتجاج کیا تو انجمن طالبات اسلام قادیانی نواز خواتین کا مقابلہ کرے گی"(روزنامہ جنگ ۲۹ر اکتوبر ۱۹۹۲ء)

جمعیت طلباء اسلام صوبہ سندھ کے صدر عبد الرزاق کھوکھر' نائب صدر گل انقلابی' ڈاکٹر سکندر سومرو' اینق احمد سومرو' یونس سوڈھی نے مشترکہ بیان میں شناختی کارڈ میں خانہ مذہب کے اندراج کی حمایت کی"۔ (جنگ کراچی فروری ۹۲ء)

گوجرانوالہ کے مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام حکیم عبد الرحمن' حافظ محمد یوسف' حافظ محمد ثاقب' علامہ محمد احمد' ڈاکٹر غلام محمد' علامہ خالد حسین مجددی' مولانا فقیر الاسلام' صاحبزادہ محمد اشفاق نے کہا کہ شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ قانونی تقاضوں سمیت اقلیتوں کا تحفظ فراہم کرتا ہے۔ اس کے خلاف بیان بازی اسلام دشمنوں کا شاخسانہ ہے اور قادیانی سازش ہے۔ شناختی کارڈ فارموں' پاسپورٹ' ووٹر لسٹوں میں خانہ مذہب موجود ہے' اس سے اقلیتوں کے حقوق متاثر نہیں ہوئے تو شناختی کارڈ میں مذہب کے اندراج سے کیسے متاثر ہوں گے"؟ (جنگ لاہور ۱۸ر اکتوبر ۹۲ء)

پیپلز پارٹی مسلم لیگ' جمعیت علماء اسلام جمعیت اہل حدیث' سپاہ صحابہ' سپاہ مصطفیٰ' ادارہ منہاج القرآن کے رہنماؤں نے مولانا نذیر احمد کی صدارت میں ربوہ میں خطاب کرتے ہوئے حکومت کے فیصلہ پر خوشی کا اظہار کیا اور اس کی مخالفت کرنے والے کو قادیانی اشارہ پر کام کرنے والوں کو شاخسانہ قرار دیا انھوں نے کہا کہ مسیحی اور دیگر اقلیتوں کو خوش ہونا چاہئے کہ وہ آئندہ اپنے ووٹ کا صحیح استعمال کرکے اپنے عقیدہ کے نمائندہ ممبران کو اسمبلی میں بھجوا سکیں گے"۔ (جنگ لاہور ۲۸ر اکتوبر ۹۲ء)

علمائے ملتان مشترکہ پریس سے خطاب کرتے ہوئے' وفاق المدارس کے نائب قاری محمد حنیف جالندھری' مولانا عزیز الرحمن جالندھری' قاری نور الحق ایڈووکیٹ' مفتی عبد القوی' مولانا عبد المجید ندیم' جمعیت علماء اسلام کے شیخ محمد یعقوب نے کہا کہ قادیانی آئینی طور پر غیر مسلم ہیں لیکن اس کے باوجود خود کو غیر قانونی طور پر مسلمان ظاہر کرکے آئین سے بغاوت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اس لئے شناختی کارڈ میں مسلم و غیر مسلم کی تمیز کی جائے۔ (نوائے وقت ملتان ۱۲ر فروری ۹۲ء)

مجلس احرار اسلام کے مولانا سید عطاء المحسن شاہ نے کہا کہ شناختی کارڈ میں خانہ مذہب آئینی تقاضہ ہے"۔ (نوائے وقت ملتان ۱۵ر فروری ۹۲ء)

مرکزی انجمن غلامان مصطفیٰ پاکستان:

"شناختی کارڈ میں خانہ مذہب کا اندراج مستحسن فیصلہ ہے۔ اسے ابتداء سے نافذ ہونا چاہئے تھا مگر دیر آید درست آید۔ اب اس پر تاخیر نہ کریں۔ اس کی مخالفت برائے مخالفت کرنے والے قادیانی ایجنٹ ہیں۔ (نوائے وقت ملتان ار نومبر ۹۲ء)

جمعیت علماء اسلام پاکستان نے اپنے پارلیمانی اور مجلس عاملہ کے مشترکہ اجلاس میں قرارداد منظور کی کہ شناختی کارڈ میں خانہ مذہب درج کیا جائے"۔ (نوائے وقت لاہور ۱۸ر جنوری ۹۲ء)

دینی جماعتوں کا مشترکہ اجلاس اسلام آباد میں جماعت اسلامی کے امیر مولانا قاضی حسین احمد کی دعوت پر ان کی صدارت میں دینی جماعتوں کا اجلاس ہوا' جس میں جماعت اسلامی کے لیاقت بلوچ' مولانا گوہر الرحمن' اتحاد العلماء کے مولانا فتح محمد' مولانا عبد المالک خان' جمعیت علماء پاکستان کے سینیٹر پیر برکات احمد' انجینئر سلیم اللہ خان' جمعیت علماء اسلام (س) کے مولانا قاضی اسرار الحق' صاحبزادہ عبد الرحمن اشرفی نے متفقہ طور پر قرارداد منظور کی کہ شناختی کارڈ میں مسلم و غیر مسلم کے تشخص کے لئے ضروری ہے کہ مذہب کا خانہ درج کیا جائے"۔ (نوائے وقت پنڈی ۱۸ر جنوری ۹۲ء)

عالمی متحدہ مجلس خلافت:

"تیرہ مختلف دینی و سیاسی جماعتوں کی مشترکہ الائنس عالمی متحدہ خلافت کے راہنماؤں' سابق وفاقی وزیر وصی مظہر ندوی' مفتی غلام سرور قادری' پیر سیف اللہ خالد' ڈاکٹر جہانگیر شجاع' میجر رشید' میاں عبد الرحمن' مولانا عبد الرحمن مدنی' علامہ ایاز ظہیر کاشمیری' رحمت علی چوہدری' خورشید احمد گنگوہی نے مشترکہ بیان میں نئے شناختی کارڈ پر مذہب کے خانہ کا اضافہ کرنے پر حکومتی فیصلہ کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ یہ انتہائی درست اور مستحسن اقدام ہے۔ انہوں نے کہا کہ شناختی کارڈ کے فارموں پر مذہب کا خانہ موجود ہے تو شناختی کارڈ میں بھی مذہب کے اندراج سے اقلیتوں کے حقوق متاثر ہونے کا پروپیگنڈہ' قادیانی لابی کی شرارت ہے"۔ (روزنامہ جنگ لاہور ۳۰ر اکتوبر ۹۲ء)

۱۳ دینی جماعتوں کا اجلاس "شیرانوالہ لاہور میں منعقد ہوا۔ جس میں جمعیت علماء پاکستان' جمعیت علماء اسلام' جماعت اسلامی' تنظیم اسلامی' پاکستان عوامی تحریک' جمعیت اہل حدیث' خاکسار تحریک' جمعیت اشاعت التوحید' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نمائندگان' جنرل ایم ایچ انصاری' چوہدری اسلم سلیمی' حافظ محمد ادریس' مولانا فتح محمد' سید امیر حسین گیلانی' صاحبزادہ امجد خان' حافظ زبیر احمد ظہیر' پروفیسر ساجد میر' عبد القدیر خاموش' مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' سمیت ایک سو نمائندگان نے شرکت کی۔ میاں محمد اجمل قادری نے فیصلوں کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ ہم اقلیتی نمائندوں کو ملیں گے مگر وہ بھی حقائق کا سامنا کریں کہ آخر کسی کو اپنے مذہب کے اظہار پر تامل کیوں ہے؟ حکومت نے فیصلہ بدلا تو ہم سٹریٹ پاور استعمال کریں گے"۔ (جنگ لاہور ۲۷ر اکتوبر ۹۲ء)

آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت

"۱۸ دینی وسیاسی جماعتوں کا مشترکہ پلیٹ فارم ہے۔ جس نے ۱۹۵۳ء' ۱۹۷۴ء' اور ۱۹۸۴ء کی تحریک ہائے ختم نبوت کی قیادت کی۔ اس وقت اس کے سربراہ مخدوم المشائخ مولانا خواجہ خان محمد صاحب ہیں۔ یہ پلیٹ فارم شناختی کارڈ میں خانہ مذہب کی ایزادی کا داعی تھا۔ اس کی کاوشیں ملاحظہ ہوں۔

۱۔ ۳ر فروری کا اجلاس لاہور میں منعقد ہوا جس میں ۱۸ دینی جماعتوں کے نمائندوں نے شرکت کی۔ مولانا خواجہ خان محمد' مولانا عبد القادر روپڑی' ڈاکٹر اسرار احمد' میاں محمد احمد قادری' جنرل محمد حسین انصاری' زاہد الراشدی' مولانا عزیز الرحمن جالندھری' حاجی بلند اختر' صاجزادہ طارق محمود' مولانا محمد اسماعیل' مولانا امجد خان' مولانا فتح محمد' مولانا عبد المالک' ملک عبد الرؤف' علامہ علی غضنفر کراروی' ڈاکٹر علامہ خالد محمود' مولانا عبد الرحمن اشرفی' صاجزادہ فیض القادری نے شرکت کی۔ اور شناختی کارڈ میں خانہ مذہب کے اضافہ کے لئے ۱۵ر فروری کو ملک بھر میں یوم مطالبات منانے کا فیصلہ کیا"۔ (جنگ لاہور۔ ۱۵ر فروری ۹۳ء)

۲۔ ۱۵ر فروری کو ملک بھر میں یوم مطالبات منایا گیا۔

۳۔ ۲۱ر مئی کو اسلام آباد کیپٹل ہوٹل میں ملک کی ۱۸ دینی جماعتوں کا مشترکہ کنونشن منعقد ہوا جس کی صدارت مولانا خواجہ خان محمد نے کی۔ قائد جمعیت علماء اسلام مولانا فضل الرحمن' جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمد' جمعیت علماء اسلام کے سیکرٹری جنرل مولانا سمیع الحق' قومی اسمبلی کے ارکان نذیر احمد ورک' جناب گل حمید روکھڑی' سینیٹر جہانگیر شاہ' مولانا زاہد الراشدی' سابق ایم۔ این۔ اے مولانا عبد الحق' ملک محمد اسلم کھوکھر' مولانا محمد اجمل قادری' صاجزادہ طارق محمود' مولانا عزیز الرحمن جالندھری' مولانا محمد اسحاق نظیری' قاضی اسرار الحق' مولانا عبد العزیز حنیف' مولانا زبیر احمد ظہیر' مولانا عبد المالک خان' میجر محمد امین منہاس اور دیگر مقررین نے شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے اضافہ کے مطالبہ کی حمایت کی اور اس بات پر زور دیا کہ وہ انگریزوں کے پیدا کردہ فتنہ قادیانیت کو تحفظ دینے کی بجائے انھیں آئین کا پابند بنایا جائے۔ (نوائے وقت راولپنڈی ۲۲ر مئی ۹۳ء)

۴۔ ۲۹ر مئی جمعہ کو پورے ملک میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی اپیل پر پورے ملک میں شناختی کارڈ میں خانہ مذہب کے اضافہ کے لئے یوم مطالبات منایا گیا۔

۵۔ لاہور میں ۷ر ستمبر کو مولانا خواجہ خان محمد کی زیر صدارت تمام جماعتوں کا اجلاس منعقد ہوا اس کا مشترکہ اعلامیہ جاری کیا گیا جس میں شناختی کارڈ میں خانہ مذہب کے اضافہ کو دو قومی نظریہ کا ناگزیر تقاضہ اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی منطقی ضرورت قرار دیا گیا اور ۱۲ر اکتوبر کو اسلام آباد میں مظاہرہ کا اعلان کیا۔ (روزنامہ پاکستان ۸ر ستمبر ۹۳ء)

۶۔ ۱۲ر اکتوبر کو آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کے زیر اہتمام ختم نبوت کانفرنس مرکزی جامع مسجد اسلام آباد میں منعقد ہوئی۔ صدارت امیر مجلس تحفظ ختم نبوت خواجہ خان محمد نے کی۔ جبکہ مقررین میں مولانا فضل الرحمن' قاضی حسین احمد' پروفیسر ساجد میر' مولانا اسحاق' مولانا سمیع الحق' مولانا اعظم طارق' مولانا چراغ الدین شاہ' صاجزادہ طارق محمود' مولانا عبد المالک' مولانا

حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی زید مجدھم کے اصلاحی بیانات

و مجالس ذکر کے پروگرام

شیخ طریقت قدوۃ العلماء حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم خلیفہ ارشد قطب الارشاد حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا قدس سرہ و خلیفہ مجاز عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی نوراللہ مرقدہ اور نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مجالس ذکر و اصلاحی بیانات کے پروگرام حسب ذیل ہیں۔

ہفتہ وار مجالس

(۱) ہر جمعہ کو بعد نماز عصر دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پرانی نمائش کراچی۔

(۲) ہر پیر کو بعد نماز عصر مدرسہ معارف العلوم پاپوش نگر چاندنی چوک ناظم آباد نمبر ۵ (شاخ جامعہ علوم اسلامیہ)

(۳) ہر جمعرات کو بعد نماز عصر جامع مسجد فلاح دستگیر ایف بی ایریا بلاک ۱۴ فیصیر آباد اسٹاپ۔

ماہانہ مجالس

(۱) ہر انگریزی ماہ کے پہلے جمعہ کو بعد نماز عصر بر مکان حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی قدس سرہ (مکان ای ۶۵ بلاک ایف نارتھ ناظم آباد)

(۲) ہر انگریزی ماہ کے پہلے ہفتہ کو بعد نماز عصر جامع مسجد حنفیہ جناح اسکوائر ملیر کراچی۔

(۳) ہر انگریزی ماہ کے دوسرے ہفتہ کو بعد نماز عصر جامعہ یوسفیہ بنوریہ شرف آباد کراچی۔

(۴) ہر انگریزی ماہ کے تیسرے ہفتہ کو بعد نماز عصر جامع مسجد مریم علامہ اقبال روڈ منظور کالونی کراچی۔

(۵) ہر انگریزی ماہ کے چوتھے ہفتہ کو بعد نماز عصر جامعہ عثمانیہ معین آباد لانڈھی کراچی۔

(۶) ہر انگریزی ماہ کے پہلے بدھ کو بعد نماز عصر جامعہ بنوریہ سائٹ ایریا کراچی۔

منظور چنیوٹی' مولانا نذیر احمد فاروقی' قاری محمد اسد اللہ عباسی' مولانا عبد الرؤف الازہری' مقصود حسین شاہ گردیزی اور دیگر علماء کرام شامل تھے۔ کانفرنس میں متفقہ طور پر قرار داد پاس کی گئی جس میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اپنے فیصلہ پر عمل در آمد کرنے میں کسی بھی قسم کا تساہل یا تاخیری حربہ استعمال کر کے اس کو متنازعہ بنانے کی کوشش نہ کرے۔ یہ آئینی' قومی' متفقہ مسئلہ ہے۔ اسے عملی جامہ پہنانا حکومت کا اولین فرض ہے"۔ (جنگ لاہور ۲۹ر اکتوبر ۹۲ء)

جناب ارشاد احمد عارف معروف صحافی

"ملک میں اس وقت بہت کم ایسے لوگ ہوں گے' جن کی تعداد انگلیوں پر گنی جا سکتی ہے' جو اپنے آپ کو لادین یا لا مذہب کہلانا پسند کریں۔ جو معدودے چند سر پھرے ایسی جرات کر بھی لیتے ہیں وہ شادی بیاہ اور دیگر قانونی و سماجی تقاضوں کی تکمیل کے وقت اپنے اس شوق سے باز آجاتے ہیں اور کسی نہ کسی مذہب یا مسلک سے وابستہ ہونے کو ترجیح دیتے ہیں۔ ایسے میں کسی بھی معقول شخص کو اگر وہ منافق یا مفاد پرست نہیں' اپنا مذہب بتاتے ہوئے اور اپنے قومی شناختی کارڈ میں اس کا اندراج کرتے ہوئے شرم محسوس نہیں ہونی چاہئے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ ملک میں ملازمت کا حصول ہو یا تعلیمی اداروں میں داخلے کا مسئلہ' مذہب یا عقیدے کی بناء پر کسی کے ساتھ امتیازی سلوک نہیں برتا جاتا۔ ملک کے وزیر اعظم اور صدر کے علاوہ ہر اور منصب پر ہر شہری خواہ اس کا تعلق کسی بھی عقیدے اور مذہب سے ہو' فائز ہو سکتا ہے' بشرطیکہ وہ اس عہدے کی شرائط از قسم تعلیم' تجربہ اور اہلیت پوری ہو۔ پاکستان کے چیف جسٹس کے عہدے پر جناب اے آر کارنیلس ایسے فاضل شخص فائز رہ چکے ہیں جو غیر مسلم تھے۔ ایک غیر مسلم فضائیہ کے سربراہ بھی رہے ہیں۔ وزارتوں' مشاورتوں اور انتظامی عہدوں پر فائز رہنے والے افراد کی تعداد تو اتنی زیادہ ہے کہ یہ مضمون اعداد و شمار کے اندراج کا متحمل نہیں ہو سکتا دنیا کے ہر مہذب' معقول اور قاعدے قانون کے پابند معاشرے میں اقلیتوں کو اکثریت کے عقائد و افکار' رسوم و رواج اور جذبات و احساسات کا احترام کرنا پڑتا ہے اور اکثریت کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ اقلیت کے آئینی' قانونی اور انسانی حقوق کی حفاظت کا ذمہ لے۔ ہٹ دھرمی اور غلط مبحث کی بات اور ہے ورنہ کوئی بھی ملک' کسی بھی اقلیت کو یہ حق نہیں دے سکتا کہ وہ اکثریت کے جذبات و احساسات کو مجروح کرنے کی پالیسی پر "مستقلاً" اور اصرار کے ساتھ عمل پیرا رہے اور اس کا ہر قدم اکثریت کے عقائد و افکار کی تضحیک اور مذہبی شعائر کی توہین کا آئینہ دار ہو۔ ملک میں شناختی کارڈ کے اجراء کا فیصلہ سابق وزیر اعظم مرحوم ذوالفقار علی بھٹو نے کیا تھا۔ اس وقت کے اخبارات کا مطالعہ کیا جائے تو موجودہ دور میں جو لوگ قومی شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اندراج کی مخالفت کر رہے ہیں' وہ اس وقت سرے سے شناختی کارڈ کے اجراء کے خلاف تھے اور اسے بنیادی حقوق کے منافی قرار دیتے نہیں تھکتے تھے۔ جناب ولی خان اور اس وقت حزب مخالف کے دیگر سیاستدانوں کے بیانات اخبارات کی فائلوں میں محفوظ ہیں۔ ویسے بھی ملک میں ایسا قانون ابھی تک نہیں بنا جس کی سیاستدانوں' وکلاء' دانشوروں اور دیگر طبقات کی طرف سے مخالفت نہ کی گئی ہو۔ جن لوگوں کے پاس دو قومی نظریہ' پاکستان اور قائد اعظمؒ کی مخالفت کا جواز موجود تھا' ان سے یہ توقع رکھنا کہ وہ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کو خوشدلی سے برداشت کر لیں گے اور حکومت کے اقدام کی خواہ وہ کتنی بھی نیک نیتی سے کیوں نہ کیا گیا ہو' مخالفت نہیں کریں گے' محض خام خیالی ہے۔

عامتہ المسلمین کی طرف سے اس کا مطالبہ ایک خاص پس منظر میں کیا جا رہا تھا۔ پاکستان میں قادیانی واحد اقلیت ہے' جس نے آج تک اپنے آپ کو اقلیتی تسلیم نہیں کیا اور وہ اسلام کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت سے صریح انحراف کے باوجود ان تمام حقوق و مراعات سے مستفید ہونا چاہتے ہیں' جو ایک مسلمان کا حق ہیں۔ مسلمانوں کو قادیانیوں کے دوسری اقلیتوں کی طرح ملک میں رہنے' شہری حقوق سے مستفید ہونے اور اپنی صلاحیتوں کے مطابق ملک و قوم کی خدمت کرنے پر کوئی اعتراض نہیں' انہیں اپنے حلقے میں اپنی رسومات ادا کرنے اور اپنے عقائد کا پرچار کرنے کی بھی آزادی ہے' مگر کوئی بھی شخص یہ منطق تسلیم نہیں کر سکتا کہ وہ مسلم امہ کے اجتماعی اور قومی پارلیمنٹ کے متفقہ فیصلہ کو رد کر کے اپنے آپ کو اقلیت ماننے سے انکار کر دیں' اسلام کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت سے انحراف کریں اور اقلیت ہونے کے باوجود اکثریت کی دل آزاری کا سبب بنیں۔ کیونکہ اگر اس امر کی اجازت دے دی جائے تو مسلمانوں کو سیاسی اور سماجی طور پر جو نقصانات برداشت کرنے ہوں گے اس سے بھی قطع نظر' اصل مسئلہ بقول حکیم الامت حضرت علامہ اقبالؒ یہ ہے کہ جب اسلام اکناف و اطراف میں پھیلے گا اور نئے غیر مسلم مسلمان ہوں گے تو یہ تمیز کرنا مشکل ہو جائے گا کہ اصل اسلام کیا ہے کیونکہ جو شخص کسی قادیانی کے ہاتھ پر "اسلام" قبول کرے گا وہ خود تو اپنے آپ کو "مسلمان" ہی کہے گا اور مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی نبی یا مصلح مانے گا' اس طرح عقیدہ ختم نبوت مسلمانوں کی اجتماعی زندگی سے آہستہ آہستہ خارج ہو جائے گا اور اسلام کے ساتھ اس سے بڑی دشمنی اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ اسی بناء پر حضرت علامہ نے جواہر لال نہرو کے ساتھ اپنی مشہور زمانہ خط و کتابت میں قادیانیوں کے "گردن زدنی" غیر مسلم ہونے پر اصرار کیا تھا' حالانکہ حضرت علامہ نہ تو کٹھ ملا تھے اور نہ تنگ نظر دقیانوسی مسلمان بلکہ ایک روشن خیال فلاسفر اور مسلمان تھے لیکن عشق رسولؐ کی دولت اور خداداد بصیرت کی وجہ سے ان تمام فتنوں کا ادراک رکھتے تھے جو عقیدہ ختم نبوت کمزور ہونے کی صورت میں مسلمانوں اور اسلام کا گھیرا تنگ کر سکتے تھے۔

عام انتخابات میں شناختی کارڈ دکھانے کی پابندی' شناختی کارڈ بنوانے کے لئے مطلوبہ فارموں میں حلفی بیان اور پاسپورٹ اور دیگر دستاویزات کی تیاری میں شناختی کارڈ کی ضرورت کے پیش نظر یہ ایک قانونی تقاضہ ہے کہ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کا اندراج ہو تاکہ بعد میں کسی مرحلے پر بھی گڑبڑ کا امکان نہ رہے۔ جب پاکستان بننے سے اب تک پاسپورٹ میں مذہب کا اندراج ہو رہا ہے حالانکہ وہ بھی کسی شہری کی شناختی دستاویز ہے اور اس پر اب تک کسی نے اعتراض نہیں کیا' اسی طرح آئین میں ۱۹۷۴ء میں کی جانے والی ترمیم کے تحت شناختی کارڈ بنوانے کے لئے مطلوبہ فارموں میں یہ بیان حلفی موجود ہے اور ہر شہری کو یہ بیان حلفی داخل کرنا پڑتا ہے کہ اگر وہ مسلمان ہے تو ختم نبوت کے عقیدے کا اقرار کرے اور مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر اور کاذب سمجھتے ہوئے مصلح یا نبی کے طور پر نہ ماننے کا اعلان کرے تو اس بیان حلفی کی بناء پر تیار ہونے والے کارڈ میں اپنے مذہب کا اعلان کرنے میں کیا امر مانع ہے جبکہ بنیادی شہری حقوق کے ضمن میں اس کا مذہب کہیں بھی آڑے نہیں آتا۔ سیاست' قانون اور صحافت کے شعبے میں موجود قادیانی حضرات کا یہ کمال ہے کہ انہوں نے ترقی پسند حضرات اور بعض اقلیتی رہنماؤں کو چکر دے کر شناختی کارڈ میں مذہب کے اندراج کو ایک مسئلہ بنا دیا ہے حالانکہ سرے سے یہ کوئی مسئلہ ہے ہی نہیں۔ اب تک کسی بھی حلقے کی طرف سے متعین انداز میں یہ نہیں بتایا گیا کہ شناختی کارڈ میں مذہب کے اندراج سے کسی شہری کے کون سے حقوق غصب ہوں گے یا کسی اقلیت کو کیا نقصان پہنچنے کا خدشہ ہے؟ ملک میں کوئی پارسی' ہندو' مسیحی یا زرتشتی اپنا مذہب چھپانا پسند نہیں کرتا"۔ (نوائے وقت لاہور ۲۸ر اکتوبر ۱۹۹۲ء)

سید ضمیر حسین جعفری کالم نگار روزنامہ "خبریں"

"شناختی کارڈ سے مذہب کا خانہ حذف کر دیا جائے تو اس سے دو قومی نظریہ پر زد پڑے گی' جو مطالبہ پاکستان کی بنیاد تھا اور بھارت کے سیکولر تصور کو تقویت ملے گی' جو مطالبہ پاکستان کی نفی کرتا ہے" (روزنامہ خبریں اسلام آباد ۳۰ر اکتوبر ۹۲ء)

ارشاد احمد حقانی معروف صحافی

"شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ رکھنے کی کوشش اصلاً اس لئے کی جارہی ہے کہ قادیانیوں کی شناختی کارڈ میں انہیں غیر مسلم ظاہر کیا جاسکے' حرف تمنا"۔ (جنگ لاہور ۵ر نومبر ۹۲ء)

باقی آئندہ

KHATIME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

تمام غیرتمند مسلمانوں سے ایک سوال

کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی رقم مسلمانوں کو مرتد بنانے میں استعمال ہو؟

اس کا جواب یقیناً نفی میں ہے

لیکن

اس کے باوجود آپ کی لاعلمی اور بے توجہی کی وجہ سے آپ کی رقم سے مسلمانوں کو مرتد بنایا جا رہا ہے

وہ کیسے؟

آپ میں سے بعض لوگ قادیانیوں سے خرید و فروخت کرتے ہیں قادیانی تجارتی اداروں سے لین دین کرتے ہیں اور قادیانی کارخانوں کی مصنوعات استعمال کرتے ہیں

کیا آپ جانتے ہیں؟

اسی خرید و فروخت، لین دین کے ذریعہ قادیانی جو منافع کماتے ہیں اسی منافع یعنی ماہانہ آمدنی کا ایک کثیر حصہ اپنے مرکز ربوہ میں جمع کرتے ہیں

جس کے نتیجہ میں

وہی رقم جو آپ سے کمائی جاتی ہے وہ آپ ہی کے خلاف استعمال ہوتی ہے یعنی مسلمانوں کو اسی رقم سے مرتد بنایا جاتا ہے

اگر آپ

قادیانیوں کے ساتھ کاروبار و تجارت کرتے ہیں تو گویا آپ ارتدادی کام میں بالواسطہ حصہ لے رہے ہیں اور ان کا ساتھ دے رہے ہیں

یاد رکھیے

- آپ ہی کی رقم سے قادیانی اپنی ارتدادی تبلیغ کرتے ہیں
- آپ ہی کی رقم سے قادیانیوں کے تحریف شدہ قرآن ترجمے چھپتے اور تقسیم ہوتے ہیں
- آپ ہی کی رقم سے ان کے پریس چلتے ہیں
- آپ ہی کے بل بوتے قادیانی مرکز "ربوہ" آباد ہے
- آپ ہی کی رقم سے قادیانی مبلغین اپنی ارتدادی تبلیغ کے لئے اندرون و بیرون ملک سفر کرتے ہیں

گویا قادیانیوں کی ہر حرکت میں براہ راست نہیں تو بالواسطہ آپ بھی شریک ہیں

لہٰذا

تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ غیرت ایمانی کا ثبوت دیتے ہوئے قادیانیوں کے ساتھ مکمل سوشل بائیکاٹ کریں اور ان کے ساتھ لین دین، خرید و فروخت عملی طور پر بند کر دیں اور اپنے احباب کو بھی قادیانیوں سے بائیکاٹ کی ترغیب دیں۔

نوٹ کیجئے: [illegible]

مرکزی دفتر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ
ملتان (پاکستان) فون: [illegible]